جلد ۲ | یوم جمعہ ۱۹-ربیع الآخر ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۳-نومبر ۱۹۵۶ء | شمارہ ۲۸

اَحادیث الرسول صلّی اللہ علیہ وسلم

۱

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَکَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَہٗ بِرِدَائِہٖ جَبْذَۃً شَدِیْدَۃً وَرَجَعَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِھَا حَاشِیَۃُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّۃِ جَبْذَتِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مُرْلِیْ مِنْ مَالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَ لَہٗ بِعَطَاءٍ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ:- انسؓ کہتے ہیں - کہ میں رسول اللہ صلعم کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا اور آپ نجران (نام مقام) کی چادر اوڑھے ہوئے تھے جس کے کنارے موٹے تھے - راستہ میں آپ کو ایک دیہاتی ملا - جس نے آپؐ کی چادر کو پکڑ کر اس قدر سختی سے اپنی طرف کھینچا کہ رسول اللہ صلعم اس کے سینہ کے قریب کھنچ کر آ گئے - میں نے دیکھا تو آپؐ کے چادر کے کنارے نے آپؐ کی گردن پر نشان ڈالدیا تھا - پھر اس دیہاتی نے کہا محمدؐ! تمہارے پاس خدا تعالیٰ کا مال ہے اس میں سے مجھ کو کچھ دلوایئے حضورؐ نے اس کی طرف دیکھا، مسکرائے اور پھر آپنے اس کو کچھ دیئے جانے کا حکم دیدیا

(بخاری ومسلم)

۲

عَنْ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَھْلُ الْمَدِیْنَۃِ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَی الصَّوْتِ وَھُوَ یَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا وَھُوَ عَلٰی فَرَسٍ لِاَبِیْ طَلْحَۃَ عُرْیٍ مَا عَلَیْہِ سَرْجٌ وَفِیْ عُنُقِہٖ سَیْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُّہٗ بَحْرًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

انس رضؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں بہترین شخص تھے (یعنی حسن وجمال، فضل وکمال اور صفاتِ حمیدہ کے اعتبار سے) اور لوگوں میں آپؐ نہایت سخی اور دلیر شجاع تھے - ایک روز رات کے وقت مدینہ کے لوگ چوروں یا دشمنوں سے ڈر گئے - اور اضطراب پیدا ہوگیا - لوگ آواز کی طرف دوڑے، دیکھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے سے وہاں موجود تھے - اور فرما رہے تھے ڈرو نہیں - آپؐ اس وقت ابو طلحہؓ کے گھوڑے پر سوار تھے - اور گھوڑے پر زین نہ تھی - ننگی پیٹھ تھی، اور آپؐ کی گردن میں تلوار پڑی تھی - آپؐ نے فرمایا - میں نے تو اس گھوڑے کو دریا پایا - یعنی نہایت تیز رفتار پایا - (بخاری ومسلم)

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ بَیْنَمَا ھُوَ یَسِیْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَہٗ مِنْ حُنَیْنٍ فَعَلِقَتِ الْاَعْرَابُ یَسْاَلُوْنَہٗ حَتّٰی اضْطَرُّوْہُ اِلٰی سَمُرَۃٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَہٗ فَوَقَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِیْ رِدَائِیْ لَوْ کَانَ لِیْ عَدَدُ ھٰذِہِ الْعِضَاہِ نَعَمٌ لَقَسَمْتُہٗ بَیْنَکُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنِیْ بَخِیْلًا وَّلَا کَذُوْبًا وَّلَا جَبَانًا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

جبیر بن مطعم رضؓ کہتے ہیں کہ غزوۂ حنین سے واپسی میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جارہے تھے، کہ دیہاتی آپؐ سے لپٹ گئے اور مالِ غنیمت مانگنے لگے - اور یہاں تک آپؐ کو تنگ کیا کہ آپؐ کو کیکر کے ایک درخت کے نیچے لے گئے کیکر کے درخت نے آپؐ کی چادر کو اُچک لیا (یعنی آپ کی چادر کانٹوں میں اُلجھ گئی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہر گئے - اور فرمایا مجھ کو میری چادر دو - اگر میرے پاس ان خاردار درختوں کے برابر چار پائے (جانور) ہوتے تو میں ان سب کو تمہارے درمیان تقسیم کر دیتا - اس وقت تم مجھ کو بخیل اور جھوٹا اور بد دل نہ پاتے

(بخاری)

احادیث نبویؐ اور حالاتِ حاضرہ

(از خاموش مبلغ اسلام ملتان)

اقوامِ عالم کے اعمال اُن کی تبدیلیاں اور نتائج معلوم کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین بہترین آئینہ ہیں اپنے اعمال و کردار کا جائزہ لینے کے لئے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے تیرہ سو سالہ تاریخی فرامین پر توجہ کی ضرورت ہے۔

۱- عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُوْشِکُ الْاُمَمُ اَنْ تَدَاعٰی عَلَیْکُمْ کَمَا تَدَاعَی الْاَکَلَۃُ اِلٰی قَصْعَتِھَا فَقَالَ قَائِلٌ وَّمِنْ قِلَّۃٍ نَحْنُ یَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ اَنْتُمْ یَوْمَئِذٍ کَثِیْرٌ وَّلٰکِنَّکُمْ غُثَاءٌ کَغُثَاءِ السَّیْلِ وَلَیَنْزِعَنَّ اللّٰہُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّکُمُ الْمَھَابَۃَ مِنْکُمْ وَلَیَقْذِفَنَّ فِیْ قُلُوْبِکُمُ الْوَھْنَ قَالَ قَائِلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الْوَھْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْیَا وَکَرَاھِیَۃُ الْمَوْتِ

(رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب قومیں تمہیں ختم کرنے کے لئے اس طرح ایک دوسرے کو بلائیں گی جس طرح بھوکے مفت کے طعام کی طرف ایک دوسرے کو بلاتے ہیں۔ کسی نے کہا کیا قلت کی وجہ سے ہماری یہ حالت ہو جائیگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (کہ نہیں) بلکہ اس زمانے میں تم تعداد میں تو بہت زیادہ ہوگے لیکن سیلاب کے جھاگ کی طرح تمہارا کوئی وزن نہیں ہوگا اور اللہ تعالےٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہارا رعب اُٹھا دیگا اور تمہارے دلوں میں وَھَن (کمزوری) پیدا ہو جائے گی۔ کسی نے کہا وَھَن کیا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دُنیا کی محبت اور موت سے کراہت"

۲- عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْھُمْ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پہلے لوگوں کی پیروی کروگے۔ جیسے ایک بالشت دوسری بالشت کے اور ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے برابر ہوتا ہے (اسی طرح تم بھی اُن کے قدم بقدم چلوگے) یہاں تک کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں گھسے ہوں گے تو تم بھی اُن کے پیچھے چلوگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ یہود نصاریٰ ہیں۔ آپ نے فرمایا تو اور کون؟

علّامہ اقبال مرحوم نے بھی اپنے کلام میں اس طرح قوم کا مرثیہ بیان کیا ہے ؎

رہ گئی رسم اذاں روح بلالیؓ نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے
شور ہے ہوگئے دُنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود؟
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدّن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود؟

۳- عصرِ حاضر کی ہوشربا گرانی و قحط سالی معاشی بدحالی و سیاسی کمزوری اور خونِ مسلم کی موجودہ ارزانی کے اسباب و علامات حدیثِ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے!

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا ظَھَرَ الْغُلُوْلُ فِیْ قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَی اللّٰہُ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِیْ قَوْمٍ اِلَّا کَثُرَ فِیْھِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْھُمُ الرِّزْقُ وَلَا حَکَمَ قَوْمٌ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا فَشَا فِیْھِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَھْدِ اِلَّا سُلِّطَ عَلَیْھِمُ الْعَدُوُّ۔

(رواہ مالک)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جس قوم میں بھی خیانت ظاہر ہو تو اللہ تعالےٰ اُس قوم کے دلوں میں بُزدلی پیدا کر دیتا ہے اور جس قوم میں بھی زنا رواج پا جائے۔ تو اُس کی (نسل ختم ہونے لگ جاتی ہے) شرحِ اموات بڑھ جاتی ہے اور جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرنے لگ جاتی ہے تو اُس سے خوشحالی چھینی جاتی ہے۔ اور جو قوم بھی ناحق فیصلے کرنے لگ جاتی ہے تو اُس میں کشت و خون راہ پا جاتا ہے۔ اور جب کوئی قوم بدعہد ہو جاتی ہے تو اُس پر دشمن مسلّط کر دیا جاتا ہے ؎

تن آسانیاں چاہے اور آبرو بھی
وہ قوم آج ڈوبے گی گر کل نہ ڈوبی

بین الاسلامی اتحاد کی نشاندہی اور اصول

۴- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ اُمَرَاءُکُمْ خِیَارُکُمْ وَاَغْنِیَاءُکُمْ سُمَحَاءُکُمْ وَاُمُوْرُکُمْ شُوْرٰی بَیْنَکُمْ فَظَھْرُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِّنْ بَطْنِھَا وَاِذَا کَانَ اُمَرَاءُکُمْ شِرَارُکُمْ وَاَغْنِیَاءُکُمْ بُخَلَاءُکُمْ وَاُمُوْرُکُمْ اِلٰی نِسَاءِکُمْ فَبَطْنُ الْاَرْضِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِّنْ ظَھْرِھَا

(رواہ الترمذی)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نیک اور لائق آدمی تمہارے حکمران ہوتے رہینگے اور خوشحال لوگ سخاوت کرنے والے ہوں گے اور تمہارے اجتماعی معاملات آپس کے مشورہ سے طے ہوتے رہیں گے تو (اُس وقت) تمہارے لئے زمین کی پیٹھ اُس کے پیٹ سے بہتر ہوگی۔ اور جس وقت نا اہل اور بُرے لوگ تمہارے امیر ہوں گے۔ اور خوشحال لوگ بخیل ہوں گے اور تمہارے اجتماعی معاملات عورتوں کے سپرد ہوں گے تو (اس وقت) تمہارے لئے زمین کا پیٹ زمین کی پیٹھ سے بہتر ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۲ یوم جمعہ ۱۹ - ربیع الآخر ۱۳۷۶ھ - ۲۳ نومبر ۱۹۵۶ء شمارہ ۲۸

جنگ کے بعد!

انگریزوں اور فرانسیسیوں نے نہر سویز پر جو جارحیت شروع کر رکھی تھی وہ اقوام متحدہ وغیرہ کی مداخلت سے ختم ہو چکی ہے۔ اب نہر سویز کے مستقبل کے بارے میں غور و خوض کیا جا رہا ہے۔ انگریزوں اور فرانسیسیوں کا نکتۂ نظر یہ ہے کہ نہر کی حفاظت کے لئے اتحادی فوجوں کی موجودگی غیر معین عرصہ کے لئے ضروری ہے۔ دوسری جانب مصر کا مطالبہ یہ ہے کہ غیر ملکی فوج کی موجودگی کا مطلب مصر کے اندرونی معاملات میں مداخلت متصور ہوگی۔ مصر اتحادیوں کی فوج قطعاً برداشت نہیں کر سکتا۔ اقوام متحدہ ایک بین الاقوامی "پولیس" کو تشکیل دے چکی ہے اور اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق سامراجی فوجوں کا انخلا اور متذکرہ پولیس کی مداخلت ضروری ہے۔ لیکن بین الاقوامی پولیس کی موجودگی کے وقت کا تعین مصر کی اجازت سے ہوگا۔ اس کے لئے اقوام متحدہ کے ناظم اعلیٰ قاہرہ میں صدرِ مصر سے گفت و شنید کر رہے ہیں۔

عالم اسلام کا ردِ عمل جو جنگِ مصر کے دوران میں ہوا۔ وہ قارئین کرام سے پوشیدہ نہیں۔ دنیا کے مسلمان عوام نے مصر پر حملہ کے خلاف نہایت غیظ و غضب کا مظاہرہ کیا۔ اور اسی بناء پر میثاقِ بغداد کے مسلمان اراکین کی فوری ملاقات طہران میں ہوئی جس کے شروع میں جارحیت اور مصر میں ناجائز مداخلت کی مذمت کی گئی۔ لیکن اس کانفرنس کے خاتمہ پر ہمارے وزیر اعظم نے واپسی پر جو بیان کراچی میں دیا وہ عوام نے پسند نہیں کیا۔ نہ صرف وہ جماعتیں جو سیاسی طور پر برسر اقتدار پارٹی کے مخالف ہیں۔ اس بیان پر معترض ہوئیں۔ بلکہ خود وزیر اعظم کی اپنی جماعت نے بھی اس بیان پر شدید تنقید کی۔ اسی بناء پر اُن کی جماعت دو مختلف گروہوں میں بٹ چکی ہے۔ ہم اس اہم معاملہ میں کسی بھی جذباتی خیال کو قابلِ اعتنا نہیں سمجھتے۔ ہماری خارجہ پالیسی پر نظر ثانی اور بنیادی طور پر تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اگرچہ حتمی طور پر انگریزوں وغیرہ سے قطع تعلق کا فوری فیصلہ کرنا قرینِ عقل نہیں لیکن پھر بھی ہم اپنے وزیر اعظم سے مؤدبانہ گذارش کریں گے۔ کہ انگریزوں کی دوستی ہر حالت میں مفید نہیں ہوسکتی۔ قطع نظران واقعات کے جو دورِ غلامی میں مسلمانوں کے ساتھ پیش آئے، تقسیم ہند کے بعد بھی انگریزوں کا رویہ ہم سے معاندانہ ہی رہا۔ انگریز جو مغربی طاقتوں کے ایک اہم رکن ہیں۔ انہوں نے پاکستان اور ہندوستان کے معاملات کو سلجھانے میں آج تک حق و انصاف کا ساتھ نہیں دیا۔ یہ کسے معلوم نہیں کہ بھارتی حکومت انگریزوں کی کھلی طور پر مخالف ہے۔ لیکن اس کے باوجود کشمیر وغیرہ کے معاملہ میں انگریز قوم نے ہندوستانی حکومت کی معمولی طور پر مذمت بھی نہیں کی۔ حالانکہ پاکستان معاہدہ "سیٹو" اور بغداد کا رکن بھی ہے۔ اسی لئے ہمارے قومی جذبات اب انگریزوں کے بارے میں سراسر غلط فہمی پر مبنی نہیں ہوسکتے۔

جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں عرض کیا جا چکا ہے کہ مسلمان ممالک منجملہ مغربی اور اشتراکی طاقتوں کے زیرِ اثر ہیں۔ چونکہ مسلمان ممالک میں نفاق ہے۔ لہٰذا دنیا کی بڑی بڑی طاقتیں نہ صرف انہیں جا و بے جا اپنے مفاد کے لئے استعمال کرتی رہتی ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ایک اسلامی ملک کو دوسرے اسلامی ملک کے درپے کر دیتی ہیں۔ مثال کے طور پر ٹرکی جو ایک اسلامی ملک ہے اس نے اسرائیل کو تسلیم کر رکھا ہے۔ حالانکہ اسرائیل عرب ممالک جن کی تعداد کم از کم چھ یا سات ہے ان سب کے لئے اولین خطرہ ہے۔ پیشتر اس کے کہ اسلامی ممالک دوسروں سے تعلقات استوار کرنے کی سوچیں انہیں چاہیئے کہ بین الاسلامی اتحاد کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے وہ سرحدی طور پر ایک زنجیر میں منسلک ہیں۔ اگر سیاسی طور پر بھی وہ یکجا ہو جائیں تو وہ دنیا کی تیسری ایسی طاقت بن سکتے ہیں جو کہنے کو تو دوسری دو بڑی طاقتوں سے کمزور ہوگی لیکن فی الحقیقت وہ طاقت دونوں سے مضبوط تر ہوگی۔ کیونکہ توازن اقتدار ان کے ہاتھ ہوگا۔ جس بڑی طاقت سے وہ تعلقات استوار کریں گے۔ وہ ان کی مرہونِ منت ہوگی۔ اور دوسری طاقت اس اتحاد سے خائف ہوگی۔ ہمیں امید ہے وزیر اعظم اس عوامی مطالبہ کو قبول کرتے ہوئے اپنے مسلک پر نظرِ ثانی کریں گے۔

آپ بیتی

ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور کا ٹائیٹل پیج پہلی دفعہ ۱۹ - اگست ۱۹۵۵ء کے شمارہ کے ساتھ ہدیۂ قارئینِ کرام کیا گیا تھا۔ اس وقت سے متواتر ہمارے پاس زبانی اور تحریری شکایات آتی رہیں کہ نام پڑھا نہیں جاتا۔ بالآخر دوسرا ٹائیٹل پیج تیار کرانا پڑا۔ وہ ایک دو دفعہ استعمال ہوا تھا کہ پھر پرانے ٹائیٹل پیج کے مطالبے ہونے لگے۔ چنانچہ اس کو دوبارہ شروع کر دیا۔ لیکن بعض مجبوریوں کی وجہ سے کچھ عرصہ سے اب سادہ ٹائیٹل پر رسالہ چھپ رہا ہے۔ ان میں سے سب سے بڑی مجبوری یہ ہے کہ ٹائیٹل کے لئے کم از کم ۲۶ پونڈ کا کاغذ درکار ہے۔ جو مارکیٹ میں دستیاب نہیں ہو رہا۔ گذشتہ ہفتہ سے برابر اس کی تلاش ہو رہی ہے۔ جو حضرات بلاک کے خواہشمند ہیں ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ جب تک کاغذ میسر نہیں آتا ہم ان کی اس خواہش کو پورا کرنے سے معذور ہیں۔ جب کاغذ مل گیا تو انشاء اللہ ٹائیٹل پیج حاضرِ خدمت کر دیا جائے گا۔

پرچہ کے نہ پہنچنے کی شکایات بھی بدستور آ رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم کئی دفعہ عرض کر چکے ہیں کہ ہم پوری احتیاط برتتے ہیں۔ سپردِ ڈاک کرنے سے پہلے پرچہ رجسٹر خریداران کے ساتھ چیک کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد ہمیں مجرم گردانا

(بقیہ صفحہ ۱۲ پر)

آپ نے فرمایا - پھر گیا - پھر اس بہشت کو دیکھا - پھر آیا - پھر عرض کی - اے میرے رب اور تیری عزت کی قسم ہے البتہ تحقیق مجھے اس کا ڈر ہے کہ اس میں کوئی بھی داخل نہیں ہوگا۔
آپ نے فرمایا - پھر جب اللہ نے دوزخ کو پیدا کیا - فرمایا - اے جبرئیل جا - پھر دوزخ کو دیکھ آ - آپ نے فرمایا - پھر گیا - پھر اسے دیکھا - پھر آیا - پھر عرض کی - اے میرے رب اور تیری عزت کی قسم ہے - اس کو کوئی بھی نہیں سُنے گا - پھر اس میں داخل بھی ہو - پھر اللہ نے اسے خواہشاتِ نفسانی کا گھیرا دیدیا - پھر فرمایا - اے جبرئیل جا - پھر دوزخ کو دیکھ آ - آپ نے فرمایا - پھر گیا - پھر دوزخ کو دیکھ آیا - پھر عرض کی - اے میرے رب اور تیری عزت کی قسم ہے البتہ تحقیق میں ڈر گیا ہوں کہ کوئی بھی باقی نہیں رہے گا مگر اسی میں داخل ہوگا۔

حاصل

یہ ہے کہ عام طور پر لوگ ناپسندیدہ طبع چیزوں کو عمل میں نہیں لائیں گے - مثلاً سردی اور گرمی میں باقاعدہ پانچ وقت نماز بجماعت مسجد میں ادا کرنا - روزہ رکھنا بالخصوص گرمی کی شدت کے موسم میں، اپنے مال کی زکوٰۃ پائی پائی گن کر دینا - سفر کرکے اور اپنی گرہ سے خرچ کرکے بیت اللہ الحرام کی زیارت کے لئے جانا - زنا سے بچنا وغیرہ وغیرہ - ان ناپسندیدہ طبع چیزوں کو عمل میں لائیں گے اور نہ بہشت میں داخل ہوسکیں گے - بخلاف اس کے خواہشاتِ نفسانی بڑے شوق سے پوری کریں گے - اور دوزخ میں جائیں گے - مثلاً اگر تجارت پیشہ ہیں - تو کچھ گاہک سے نرخ چکانے میں نفع لینگے - اور کچھ کم تولنے ناپنے میں دوسرے کا مال ناحق کھا جائیں گے - اگر ملازمت پیشہ ہیں - تو تنخواہ الگ وصول کریں گے - اور اپنا فرض منصبی ادا کرنے میں لوگوں سے الگ معاوضہ لینگے - جسے رشوت کہا جاتا ہے - یا مثلاً بعض خبیث الطبع لوگوں کا برسوں کا کمایا ہوا مال نقب زنی کرکے لے آئیں گے - مالک ان کی جان کو روتا رہے گا - اور یہ حرام کے مال سے عیش و عشرت کریں گے - اس قسم کے کام کرنے والے غضب الٰہی میں مبتلا ہو کر دوزخ میں داخل ہو جائینگے - اللھم لاتجعلنا منھم

اس قسم کے ظالم اللہ تعالےٰ کے باغیوں کے سامنے شیطان کا لیکچر

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ ۭ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

سورہ ابراہیم رکوع ۴ پارہ ۱۳

ترجمہ - اور جب فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان کہے گا کہ بے شک اللہ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا - اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا - پھر میں نے وعدہ خلافی کی اور میرا تم پر اس کے سوا کوئی زور نہیں تھا - کہ میں نے تمہیں بلایا - پھر تم نے میری بات کو مان لیا - پھر مجھے الزام نہ دو اور اپنے آپ کو الزام دو - نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں - اور نہ تم میرے فریاد رس ہو - میں خود تمہارے اس فعل سے بیزار ہوں - کہ تم اس سے پہلے مجھے شریک بناتے تھے - بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے -

خواہشات نفسانی کا جال

شیطان انسان کو خواہشات نفسانی کے جال میں پھنسا کر دوزخ میں جانے والی لائن پر چلا دیتا ہے - انسان میں بڑی بڑی تین قسم کی خواہشات ہیں - کھانا پینا، پہننا عورت مرد کے جنسی تعلقات - انسان کی ان تینوں خواہشات کو جائز طریقہ پر پورا کرنے کی اسلام خود اجازت دیتا ہے -

زینت کی چیزیں اور پاکیزہ رزق دراصل فقط مومنوں کے لئے ہے

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِىَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

سورہ الاعراف رکوع ۳ پارہ ۸

ترجمہ - کہدو - اللہ کی زینت کو کس نے حرام کیا ہے جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی ہے - اور کس نے کھانے کی ستھری چیزیں حرام کیں - کہدو - دنیا کی زندگی میں یہ نعمتیں اصل میں ایمان والوں کے لئے ہی ہیں - قیامت کے دن خالص انہیں کے لئے ہو جائیں گی - اسی طرح ہم آیتیں مفصل بیان کرتے ہیں ان کے لئے جو سمجھتے ہیں -

حاصل

یہ نکلا - کہ زیب و زینت کی ہوں - یا خوراک و پوشاک کی ہوں - اللہ تعالےٰ نے یہ سب چیزیں دراصل اپنے وفادار ایماندار بندوں کے لئے پیدا کی ہیں - البتہ اللہ تعالےٰ کے باغی (مشرک اور کافر) ان کے صدقے میں ان چیزوں سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں - اور قیامت کے دن تو سب نعمتیں اللہ تعالےٰ کے تابعدار - وفا شعاروں کے لئے مخصوص کر دی جائیں گی -

شہادت

وَنَادٰٓي اَصْحٰبُ النَّارِ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ اَنْ اَفِيْضُوْا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاۗءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۭ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ نَنْسٰىهُمْ كَمَا نَسُوْا لِقَاۗءَ يَوْمِهِمْ ھٰذَا ۙ وَمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝

سورہ الاعراف رکوع ۶ پارہ ۸

ترجمہ - اور دوزخ والے بہشت والوں کو پکاریں گے - کہ ہم پر تھوڑا سا پانی بہا دو - یا کچھ اس چیز میں سے دو - جو تمہیں اللہ نے رزق دیا ہے - کہینگے - بیشک اللہ نے ان دونوں چیزوں کو کافروں پر حرام کیا ہے - جنہوں نے اپنا دین تماشا اور کھیل بنایا اور انہیں دنیا کی زندگی نے دھوکے میں ڈال دیا ہے - سو آج ہم انہیں بھلا دینگے - جس طرح انہوں نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا - اور جیسا وہ ہماری آیتوں سے انکار کرتے تھے - اللھم لاتجعلنا منھم

حاصل

یہ نکلا - کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ

کے باغیوں پر سب نعمتیں حرام کر دی جائینگی یہاں تک کہ پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں دیا جائے گا۔

عورتوں سے جائز طریقہ سے تعلقات رکھنے میں کوئی ممانعت نہیں

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝ سورہ الروم رکوع ۳ پارہ ۲۱

ترجمہ - اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لئے تمہیں میں سے بیویاں پیدا کیں - تاکہ ان کے پاس چین سے رہو - اور تمہارے درمیان محبت اور مہربانی پیدا کر دی - جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے اس میں نشانیاں ہیں۔

حاصل

یہ نکلا - کہ جس طرح اللہ تعالٰے نے انسان کے کھانے پینے کے لئے خود ہی اشیاء پیدا کر دی ہیں۔ اسی طرح عورتیں بھی پیدا کر دیں تاکہ آپس میں مل جل کر زندگی خوشگوار طریقہ سے بسر ہو -

شیطان صحیح راستہ سے ہٹانا چاہتا ہے

آپ پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالٰے انسان کی تمام خواہشات کو صحیح طریقہ سے انجام دینے میں کوئی ممانعت نہیں فرماتا - خواہ وہ خورد و نوش اور زیب و زینت کے متعلق ہوں - یا میاں بیوی کے تعلقات کے متعلق ہوں - مگر شیطان انسان کو صحیح راستہ سے ہٹانا چاہتا ہے - چنانچہ ارشاد ہے (وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ۝) سورہ النساء رکوع ۹ پارہ ۵

ترجمہ - اور شیطان تو چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دُور جا ڈالے - مثلاً شرک اور کفر میں مبتلا کر دے یا مثلاً کھانے پینے میں چوری کر کے کھائے - یا ڈاکہ زنی کر کے کھائے - یا گاہک سے بھاؤ اچھی چیز کا طے کر کے ردّی چیز اس کو دے - یا اپنی بیوی کے علاوہ دوسری عورت سے ناجائز تعلق رکھے یا باوجود حکومت یا کسی ادارہ سے تنخواہ پانے کے لوگوں سے رشوت لے - وغیرہ وغیرہ -

ایسے نافرمانوں سے اللہ تعالٰے واقعی ناراض ہوگا - اور انہیں شرک و کفر یا حق تلفیوں اور حرام خوریوں کی سزا بھگتنی پڑے گی - اور انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ وفادار اور غدار سے سلوک میں ضرور امتیاز ہونا چاہیئے -

انہیں غدّاروں کے سامنے شیطان کی تقریر

شیطان کی میدان محشر میں جس تقریر کا حوالہ اُوپر قرآن مجید سے دیا گیا ہے وہ انہیں غدّاروں کے سامنے ہوگی -

وما علینا الّا البلاغ

مجلس ذکر

منعقدہ ۱۱ ربیع الآخر ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۵۶ء

مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے ذکر کے بعد مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اَمَّا بَعْد میری آج کی تقریر کا عنوان ہے :-

نیکیوں کو کھا جانے والے دو بھیڑیئے

۱- ریاء ۲- سمعہ

(غیر اللہ کو دکھلانا) (غیر اللہ کو سنانا)

اللہ تعالٰے نے اس جہان میں جتنی چیزیں پیدا کی ہیں - وہ سب ایک دوسرے کی دشمن ہیں - پانی آگ کا دشمن - آگ لکڑی کی دشمن - بکری سبز پتوں کی دشمن - بھیڑیا بکری کا دشمن - سانپ اور بچھو انسان کے دشمن دونوں چاہتے ہیں کہ انسان دنیا سے رخصت ہو جائے - کہاں انسان کا قد و قامت اور کہاں بچھو لیکن یہ انسان اتنا کو اتنا تڑپاتا ہے کہ خدا کی پناہ - جس طرح انسان کے جسمانی دشمن ہیں - اسی طرح اس کے روحانی دشمن بھی ہیں - جو نیکیوں کو کھا جاتے ہیں

اللہ تعالٰے کے ہاں وہ نیکی قبول ہوتی ہے جس میں اخلاص ہو - اخلاص کے معنی ہیں کہ یہ کام اللہ کے لئے ہے - اور غیر اللہ کے لئے نہیں ہے - غیر اللہ کا نہ دکھلانا نہ سنانا - اور نہ غیر اللہ سے واہ واہ کرانا پیش نظر ہو - غیر اللہ کی ذہنی مزدوری ہے - مثلاً ایک شخص مسجد محض اللہ کے واسطے بناتا ہے - اس میں وراثت نہیں چلیگی - مگر شیطان لعین دل میں خیال لائیگا - کہ لوگ کہیں گے - فلاں شخص نے بہت خوبصورت مسجد بنائی ہے - اگر تربیت یافتہ ہوگا - تو اس خیال کو رد کردیگا -

اگر رد نہ کیا - تو شیطان اتنی بڑی نیکی کے کام کو ضائع کر دیگا - ہادی جب تک تنبیہ نہ کرے - تو شیطان لعین نیکی کو نہیں بچنے دیتا -

ہادی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دروازہ کے غلام اور مضل شیطان کے ایجنٹ ہوتے ہیں - وہ نیکی کی طرف اور یہ بُرائی کی طرف دعوت دیتے ہیں - دونوں آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک آ رہے ہیں اور قیامت تک رہیں گے -

بھیڑیا اگر بکری کو پھاڑ جائے - تو وہ ہمارے کام کی نہیں رہتی - اسی طرح ریاء اور سمعہ نیکی کو باقی نہیں رہنے دیتے -

شیطان لعین ضرور غیر اللہ کا خیال لاتا ہے - اگر تربیت یافتہ ہوگا - تو اس خیال کو رد کر دیگا ورنہ وہ نیکی کو نہیں بچنے دیگا - انگریزی حال کالج میں تعلیم حاصل کرتے ہیں - اور ہوسٹل میں رہتے ہیں - بی - اے اور ایم اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد نوکر ہو جاتے ہیں دین کی سمجھ ہوتی نہیں اِلّا ماشاء اللہ اِس لئے ان میں سے بعض کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ جلسے کے موقعہ پہ اتوار کے اس اجلاس میں چندہ دیں - جس میں زیادہ سے زیادہ مجمع ہو اور بھرے اجلاس میں ان کے چندے کا اعلان ہو - پانچ سو میاں صاحب نے اپنی طرف سے دیا - تالیاں بجیں - دو سو بیگم صاحبہ کی طرف سے دیا پھر تالیاں بجیں - سو سو دو صاحبزادوں کی طرف سے - سو چھوٹی اور سو بڑی بہو کی طرف سے دیا - ہر اعلان پر تالیاں بجیں - میاں صاحب کے دل میں شیطان لعین یہ خیال لائے گا - کہ لوگ کہیں گے ایں ہمہ خانہ آفتاب است - لوگوں کے دلوں میں ہماری عزت ہوگی - وہ کہیں گے - کہ یہ بڑے اسلام پرست ہیں - اگر نیت یہ ہے - جو میں عرض کر گیا ہوں - تو سب برباد - جو کچھ دیا خدا واسطے دیا - واپس نہیں لینا - مگر سب کچھ ضائع گیا - کیونکہ خلق اللہ کو دکھانا اور ان سے شاباش لینا بھی پیش نظر ہے -

حدیث شریف میں آتا ہے - کہ قیامت کے دن اعلان ہوگا - کہ جس نے جس کے لئے دنیا میں کام کیا تھا - اس سے جا کر اجر لے لے - مگر وہاں سوائے اللہ تعالٰے کی ذات کے کوئی نہ ہوگا -

منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔
وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا (سورۃ النساء رکوع ۲۱ پ ۵)

ترجمہ - اور (منافق) جب نماز میں کھڑے ہوتے ہیں - لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں -) یہ وہی ریاء کی روحانی بیماری ہے منافقین نماز میں اس لئے شامل ہوتے تھے - کہ لوگ ان کو دیکھیں کہ یہ بھی نمازی ہیں - دوسری جگہ منافقین کی سمعہ کی بیماری کا ذکر فرماتے ہیں -

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ لَمْ يَاْتُوْكَ ط (سورۃ المائدہ رکوع نمبر ۶ پ ۶) (ترجمہ: جھوٹ بولنے کے لئے جاسوسی کرتے ہیں - وہ دوسری جماعت کے جاسوس ہیں - جو آپ تک نہیں آئی) وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنی اصلاح کے لئے نہیں آتے تھے - بلکہ یہود کی سی - آئی - ڈی بن کر ان کی جاسوسی کرنے آتے تھے - اپنی اصلاح کے لئے حضورؐ کے ارشادات نہیں سنتے تھے - بلکہ یہود کو رپورٹیں پہنچانے کے لئے -

ان دونوں روحانی بیماریوں کا ذکر حدیث شریف میں بھی آتا ہے - مشکوٰۃ شریف میں ایک باب باب الریاء والسمعۃ ہی ہے - اس باب کی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں -

عن محمود بن لبید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اخوف ما اخاف علیکم الشرک الاصغر قالوا یا رسول اللہ وما الشرک الاصغر قال الریاء رواہ احمد

محمود بن لبید کہتے ہیں - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جس چیز سے میں تمہارے لئے بہت ڈرتا ہوں - وہ شرکِ اصغر ہے - صحابہؓ نے عرض کیا - یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا ہے فرمایا ریاء -

عن ابی سعید الخدری قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نتذاکر المسیح الدجال وقال الا اخبرکم بما ھو اخوف علیکم عندی من المسیح الدجال فقلنا بلیٰ یا رسول اللہ قال الشرک الخفی ان یقوم الرجل فیصلی فیزید صلوتہ لما یریٰ من نظر رجل رواہ ابن ماجۃ

ابی سعیدؓ کہتے ہیں - کہ ہم مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے - اور فرمایا - خبردار! کیا تم کو ایک اور بات بتاؤں - جو میرے نزدیک تمہارے لئے مسیح دجال سے خطرناک ہے - ہم نے عرض کیا - ہاں یا رسول اللہؐ! آپ نے فرمایا - (وہ خطرناک چیز) شرکِ خفی ہے - آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے - اور نماز پڑھتا ہے - اور زیادتی کرتا ہے (یعنی لمبی نماز پڑھتا ہے) محض اس لئے کہ کوئی شخص اس کو نماز پڑھتے دیکھ رہا ہو -

عن عبداللہ بن عمروؓ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من سمع الناس بعملہ سمع اللہ بہ اسامع خلقہ وحقرہ وصغرہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا جو شخص اپنے عمل کو مشہور کرے خداوند تعالیٰ اس کے ریاء کے عمل کو اپنی مخلوق کے کانوں تک پہنچا دیگا اور اُسے ذلیل و رسوا کرے گا -

عن شداد بن اوس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من صلی یرائی فقد اشرک ومن صام یرائی فقد اشرک ومن تصدق یرائی فقد اشرک رواہ احمد

شدادؓ بن اوسؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس شخص نے دکھلانے کے لئے نماز پڑھی - اس نے شرک کیا - جس نے دکھلانے کو روزہ رکھا - اس نے بھی شرک کیا - اور جس نے دکھلانے کے لئے خیرات کی اس نے بھی شرک کیا —

نماز اللہ کی رضا کے لئے پڑھنی چاہئے - لیکن لاہور میں مجھے ایسے واقعات معلوم ہیں کہ لڑکی کے والدین نے رشتہ اس لئے دینے سے انکار کر دیا - کہ لڑکا نہ نماز کا پابند ہے اور نہ داڑھی رکھتا ہے - لڑکے کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے داڑھی بھی رکھ لی اور نماز بھی شروع کر دی - جس مسجد میں لڑکی کا باپ نماز پڑھتا تھا - اس میں نماز پڑھنے لگا - جب شادی ہو گئی - تو نہ نماز رہی اور نہ داڑھی - عربی میں کہتے ہیں - اذا فات الشرط فات المشروط (ترجمہ - جب شرط ختم ہو گئی - تو مشروط بھی ختم ہو گیا) بعض لوگ گھر میں نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ روزہ رکھتے ہیں - لیکن سفر میں لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز بھی ادا کرتے ہیں اور روزہ بھی رکھتے ہیں - یہ ریاء ہے - اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان دونوں بھیڑیوں سے بچائے - آمین یا الٰہ العالمین -

اگر ہادی تنبیہ نہ کرے - تو یہ دونوں بھیڑیئے نیکیوں کو کھا جاتے ہیں - اس قسم کے لوگ اس آیت کی زد میں آتے ہیں -

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝ (سورۃ کہف رکوع ۱۲ پ ۱۶) ترجمہ:

فرما دیجئے کیا میں تمہیں بتاؤں جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں - وہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں کھوئی گئی اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بے شک وہ اچھے کام کر رہے ہیں -)

ہم اس جہان میں کمانے کے لئے آئے ہیں کمانا کیا ہے؟ نیکیاں - جن لوگوں کا اس آیت میں ذکر ہے - معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس جہان میں نیکیوں کے تو انبار لگا دیئے - مگر چونکہ ہادی کی صحبت نصیب نہیں ہوئی - اس لئے شیطان نے سب نیکیاں ضائع کر دیں - تربیت نہ ہو تو نہ حج نہ نماز نہ روزہ اور نہ زکوٰۃ بچنے کے ریاء اور سمعہ کے علاوہ نیکیوں کو برباد کرنے والے اور سبب بھی ہو سکتے ہیں - تربیت یافتہ حضرات کا ذکر اس آیت میں آتا ہے - اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ (سورۃ الاعراف رکوع ۲۴ پ ۹) (ترجمہ) بے شک جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں - جب کوئی انہیں کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آتا ہے - تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں - پھر اچانک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں -) نیکی کے کام میں شیطان غیر اللہ کا خیال لاتا ہے - مثلاً سویرے مسجد میں آئے - تو یہ خیال لائے گا - کہ امام صاحب کہیں گے کہ فلاں شخص بڑا نیک ہے - بڑی سویرے مسجد میں آ جاتا ہے - ہر دم - ہر آن - ہر کام میں خیال لاتا ہے - اگر تربیت یافتہ ہے تو شیطان کے وار کو اخلاص کی ڈھال پر روک لے گا -

ہمارے قادری خاندان میں یہ مشق کرائی جاتی ہے - کہ تحت الثریٰ سے عرش معلیٰ تک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں - اللہ تعالیٰ کی صفات سبع کی بھی مشق کرائی جاتی ہے - لا بصیر الا اللہ - لا کلیم الا اللہ - لا سمیع الا اللہ - لا حی الا اللہ - لا قدیر الا اللہ لا مرید الا اللہ - لا علیم الا اللہ - یہ مشقیں اس لئے کرائی جاتی ہیں کہ ہستی فنا ہو جائے۔

جاہلوں اور انگریزی دانوں کو تو جانے دیجئے - وہ تو ان باتوں سے بالکل کورے ہوتے ہیں - مدارس عربیہ کے فارغ التحصیل علماء میں بھی یہ رنگ نہیں ہوتا - جس طرح مسافر خیبر میل میں راتوں رات لاہور سے چل کر راولپنڈی پہنچ جاتے ہیں - اور راستہ میں راوی چناب - جہلم سب عبور کر جاتے ہیں اور پتہ بھی نہیں چلتا - کہ کب یہ دریا گذر گئے - اسی طرح

از محمد شفیع عمر الدین فرزدار میر پور خاص

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ
الذین اصطفیٰ

اللہ تعالیٰ کا ذکر ایک عظیم ترین نعمت ہے۔ بڑا خوش نصیب ہے وہ شخص جو —

(۱) خود قرآن کریم کی تلاوت ہمیشہ کرے
(۲) نماز پنجگانہ با قاعدہ با جماعت ادا کرتا رہے۔
(۳) فحش اور بُرے افعال اور اقوال سے دُور رہے۔
(۴) اللہ کی یاد کو بہت بڑی نعمت سمجھے
(۵) ڈرتا رہے کہ اللہ تعالےٰ میرے افعال و اقوال تو در کنار قلبی خطرات کو بھی دیکھ رہا ہے۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ط —

(العنکبوت پ ۲۱ - ع ۵)

جو کتاب تیری طرف وحی کی گئی ہے۔ اسے پڑھا کرو اور نماز کے پابند رہو۔ بے شک نماز بے حیائی اور بُری بات سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

(مولینا احمد علی صاحب)

یہی وہ کامیابی کا نسخہ ہے۔ جو ہمارے اسلاف کی کامرانی کا باعث رہا اور اسی پر چل کر ہم کامیاب ہو سکتے ہیں — اس سے غفلت برت کر اگر ہم ترقی کرنے کے خواہشمند ہیں تو یہ دردِ سری فضول ہے اور بے ثمر رہے گی۔ قرآن کریم ہیں پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ہ (البقرہ۔ پارہ دوم۔ رکوع ۱۸)

پس مجھے یاد کرو۔ میں تمہیں یاد کروں گا۔ اور میرا شکر کرو۔ اور نا شکری نہ کرو۔ (مولانا احمد علی صاحب)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کی یاد کرنے والے کو اللہ بھی یاد کرتا ہے۔ جو اس کا شکر کرے اس کو وُہ زیادہ دیتا ہے۔ (ابن کثیر)

اس مقام پر شیخ الاسلام حضرت مولینا شبیر احمدؒ کے قرآن مجید کے حاشیہ پر مرقوم ہے کہ

"جب ہماری طرف سے تم پر اتمام نعمت مقرر ہو چکا تو اب تم کو لازم ہے کہ ہم کو زبان سے، دل سے، ذکر سے، فکر سے، ہر طرح یاد کرو اور اطاعت کرو۔ ہم تم کو یاد کریں گے یعنی نئی نئی رحمتیں اور عنایتیں تم پر ہوتی رہیں گی اور اب ہماری نعمتوں کا شکر خوب ادا کرتے رہو اور ہماری نا شکری اور معصیّت سے بچتے رہو۔

اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اپنی رحمت اور عنائیتوں کے حصول کا طریقہ ہمیں بالکل صاف طور سے بتلا دیا کسی دنیا دار سے کوئی غرض ہو تو بڑی خوشامد کے بعد بمشکل شنوائی ہوتی ہے۔ اور بایںہمہ غرض پوری ہو یا نہ ہو۔ مگر جب ایک بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس کے ذکر و فکر میں لگ جاتا ہے تو یا عبدی یا عبدی کی آوازیں آنی شروع ہو جاتی ہیں اور انعام و اکرام سے بندہ نوازا جاتا ہے۔

مگر ذکر قلبی، ذکر لسانی اور دوسرے مسنونہ اذکار تو درکنار اب پنجوقتی نماز جو فرض ہے اس سے بھی غفلت برتی جاتی ہے اور اللہ تعالےٰ کے اس حکم کی پرواہ نہیں کی جاتی۔

فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِکُمْ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ج اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ہ

(النساء پ ۵ رکوع ۱۵) —

پھر جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے ہونے کی حالت میں یاد کرو اور جب تمہیں اطمینان ہو جائے تو پوری نماز پڑھو۔ بے شک نماز اپنے مقررہ وقتوں پر پڑھنا مسلمانوں پر فرض ہے (مولینا احمد علی صاحب)

نماز اسلام کا ایک رکن ہے۔ فرض عین ہے۔ جو میدان کارزار میں بھی ادا کی جاتی ہے اور صلوٰۃ خوف کہلاتی ہے اور امن کی حالت میں تو اس کا بڑا ہی اہتمام واجب ہے۔

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔
نماز پنجگانہ را در وقت اول ادا نمائید۔ الا عشاء زمستان کہ ثلث شب تاخیر دراں مستحب است۔ دریں امر فقیر بے اختیار است۔ نمی خواہد کہ سرِ مو تاخیر در ادائے صلوٰۃ گنجائش باشد۔ و عجز بشریت مستثنیٰ است۔ (المکتوب ۳۷ دفتر اول۔

ترجمہ:۔ نماز پنجگانہ اوّل وقت پر ادا کرتے رہیں سوائے عشاء کی نماز کے۔ جس کی ادائیگی میں جاڑوں میں تہائی رات تک تاخیر کرنی مستحب ہے۔ اور اس بات میں فقیر کو کچھ کہنے کی گنجائش نہیں۔ ورنہ فقیر نہیں چاہتا کہ سرمو جتنی دیر نماز کی ادائیگی میں کی جائے۔ ہاں اگر انسانی لاچاری اور کمزوری کسی وقت تاخیر کا باعث بن جائے تو علیحدہ بات ہے۔

اگر ہم اس اہتمام سے نمازیں ادا کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ قضا کی نوبت نہ آئیگی۔ ورنہ نفس تو بڑا فریبی ہے۔ اول کہتا ہے ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ یہ کام کر لو۔ ذرا دم لے لو تھوڑی دیر دو چار باتیں کر لو۔ وغیرہ بعد میں نماز پڑھ لینا اور آخری مرحلے پر یہ حکم صادر کرتا ہے کہ اب تو وقت قضا ہو گیا۔ دوسری نماز کے ساتھ پڑھ لینا۔ جب دوسری نماز کا وقت آئے گا تو اسی طرح کے حیلے بہانے رکاوٹ کا باعث بنیں گے۔ اس لئے نماز کے بارے

میں کسلمندی کو ذرہ بھر بھی دخل نہ دینا چاہیئے۔ اور مقررہ اوقات پر با جماعت ادا کرتے رہنا چاہیئے۔

بعض اوقات نمازوں سے بڑی بے اعتنائی برتی جاتی ہے اور دوسرے ذکر و اذکار میں بڑی گرمجوشی دکھائی جاتی ہے جو نمازوں سے غافل رہے اور دوسرے ذکر و اذکار کو اپنے لئے کافی سمجھے۔ اس کی حالت اس طالب علم کی سی ہے جو نصاب کی مقرر کردہ کتابوں کو تو ہاتھ بھی نہ لگائے اور دوسری چیزیں زیر مطالعہ رکھے۔ جس دن امتحان ہوگا۔ یہ طالب علم یقیناً اس دن فیل ہوگا۔ بعینہٖ روز محشر میں جب اوّل نماز کے بارے میں سوال ہوگا تو اس وقت کیا جواب دوگے؟ باری تعالےٰ نے تو صاف صاف بار بار نماز کے بارے میں بہت تاکید فرمائی ہے۔ لہٰذا ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ۝ (طٰہٰ۔ پ ۱۶ ۔ ع ۱)

بے شک میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس میری ہی بندگی کر اور میری یاد کے لئے نماز پڑھا کر (مولینا احمد علی صاحب)

الحاصل نماز ذکر الٰہی کا بہترین اور افضل ترین طریقہ ہے۔ جو آنکھوں کے لئے ٹھنڈک ہے اور بندے کو مولا پاک سے ہمکلام کرانے والی ہے۔ انتہا یہ ہے کہ وہ مؤمن کی معراج ہے۔ جب بندہ اس کو پابندی سے ادا کرنے لگ جائے تو دوسرے مسنونہ ذکر اذکار بھی دیگر اوقات میں ادا کرسکتا ہے۔

(باقی دارد)

مسئلہ موت

از مولینا ضیاء الدّین قریشی خطیب جامع مسجد واہ چھاؤنی

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اپنی قوموں کے سامنے جتنے مسائل پیش کیے ہیں۔ قوموں نے کسی مسئلہ پر مجموعی طور پر اتفاق نہیں کیا۔ نفس رسالت پہ کچھ لوگ تو متفق ہوئے اور اکثروں نے اختلاف کیا۔ قیامت کے مسئلہ پہ بھی یہی حال رہا ہے۔ جو کتابیں پیش کیں۔ ان کا یہی حشر ہوا۔ خود خداوند قدوس کی ذات کے بارے میں بھی دنیا نے مجموعی طور پر اتفاق نہیں کیا۔ ہر زمانہ میں کچھ لوگ ذات خداوندی کے منکر رہے۔ ایک مسئلہ ایسا ہے۔ جس پر آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر قیامت تک سب انسانوں کا اتفاق ہے۔ نہ اس مسئلہ کا فرعون مخالف رہا اور نہ نمرود اور نہ ہی قارون و شدّاد اور ابوجہل و ابولہب۔ غرضیکہ قدیم و جدید فراعنہ و نمارودہ لینن و سٹالن۔ چرچل و روز ولٹ، ہٹلر یہ سارے کے سارے اس مسئلہ پر متفق ہیں۔ قارئین منتظر ہونگے کہ ایسا مسئلہ کون سا ہے کہ جس کے متعلق شاہ و گدا حاکم و رعایا امیر و غریب۔ عالم و جاہل۔ نیک و بد۔ مرد و زن پیر و جوان۔ افغانستانی و ایرانی۔ پاکستانی و ترکستانی۔ عربی و عجمی غرضیکہ تمام انسانیت متفق ہے یہ موت کا مسئلہ ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن میں فرمایا کُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَۃُ الْمَوْتِ (آل عمران) ترجمہ:- ہر نفس موت چکھنے والا ہے۔

موت سے بچنے کی ترکیب اگر کوئی نکالے کہ مضبوط مکان بنا لے تاکہ فرشتہ موت نہ آسکے تو اس کی تردید پھر فرما دی۔ اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ (سورۃ النساء) ترجمہ:- جہاں کہیں تم ہوگے۔ موت تم کو آپکڑے گی۔ اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو)

اگر کوئی بھاگ کر اپنی جان بچائے تو نہیں بچ سکتا۔ فرمایا۔ قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْہُ فَاِنَّہٗ مُلٰقِیْکُمْ (الجمعۃ) کہہ دے بے شک موت جس سے بھاگتے ہو تم بے شک وہ تم کو ملنے والی ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے:

اَلْمَوْتُ قَدْحٌ کُلُّ نَفْسٍ شَارِبُوْھَا
وَالْقَبْرُ بَابٌ کُلُّ نَفْسٍ دَاخِلُوْھَا

موت ایک پیالہ ہے ہر نفس اس کو پیئے گا اور قبر ایک دروازہ ہے ہر نفس اس میں داخل ہوگا

اگر کوئی خوشامد کرکے اور منت و سماجت سے جان چھڑائے۔ تب بھی مشکل ہے۔ فرمایا۔ ملائکہ کی یہ شان ہے۔ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (التحریم) ترجمہ۔ نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی جو بات فرمائے ان کو اور وہی کام کرتے ہیں جو اُن کو حکم ہو

تفسیر عزیزی میں ایک واقعہ منقول ہے۔ ملک الموت سے پوچھا گیا کہ کبھی تجھے کسی انسان پر رحم بھی آیا ہے۔ تو اس نے جواب دیا دو مرتبہ۔ ایک دفعہ دریا میں ایک بچہ اپنی والدہ کے ساتھ ایک تختہ پر بیٹھا ہوا بہ رہا تھا۔ حکم ہوا اسی حالت میں اس کی والدہ کی روح قبض کرنی ہے۔ حکم کی سرتابی کی مجال تو نہ تھی۔ لیکن خیال آیا۔ کہ اس کی تربیت کیسے ہوگی۔ دوسری مرتبہ جب شدّاد نے جنت بنائی اور دیکھنے کے لئے ارادہ کیا تو حکم ہوا کہ اس کی روح اس طرح قبض کریں کہ جنت میں داخل نہ ہو سکے۔ ایک پاؤں اندر اور ایک باہر ہو۔ خیال آیا ہے۔ تو کافر اور ذات باری کا منکر لیکن جنت ایک دفعہ دیکھ تو لیتا۔ جواب ملا یہ دو شخص نہیں۔ بلکہ یہ دونوں مرتبہ ایک ہی شخص پر تجھے رحم آیا تھا۔ یہ شدّاد وہی شیر خوار بچہ تھا۔ جس کی والدہ کی روح تو نے دریا میں قبض کی تھی۔

غرضیکہ کوئی صورت بچنے کی آج تک مہیا نہیں ہو سکی۔ حکماء اور ڈاکٹروں

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

شادی کمیشن کی تباہ کاریاں

(از جناب مولنا جمیل احمد صاحب تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور)
(گزشتہ سے پیوستہ)

۳ یہ سات اور چھ سال کا زمانہ کن خطرات کے ساتھ گزر سکتا ہے۔ یہ بھی خیال کرنے کی بات ہے خصوصاً اس لئے کہ آغاز شباب کا وقت جس قدر ہیجان کا اور عقل کے کمزور ہونے کے وقت میں ہونے کی وجہ سے عقل پر غالب ہوکر کس قدر خطرات کا ضامن ہے۔ اس کو سب جانتے ہیں۔ لہٰذا یہ قید لگانا کہ ۱۶ - ۱۸ سال سے کم عمر میں نکاح نہ ہوسکے پوری قوم کی قوم کو آوارگی میں مبتلا کر دینے کے مرادف ہے۔ خاص کر جبکہ یورپ کے صدسالہ اثرات نے مسلمانوں میں دین کو کمزور کر دیا۔ غیرت حیا و شرم اور شرافت کا دیوالہ نکال دیا ہے۔ ایسے وقت میں یہ قیدیں لگانا تو بالکل قوم و ملک کو تباہ کرنا ہے۔ زمانہ کا رنگ تو اس کا تقاضا کرتا ہے کہ آج کل بالغ ہونے سے پہلے ہی ضرور بالضرور نکاح کر دیا جائے۔ تاکہ جذبات کا ہیجان فرو ہوتا رہا کرے اور روز بد دیکھنے کا موقع نہ پیدا ہوسکے۔

خلجان یوں پیدا ہوسکتا ہے کہ اس وقت طرفین کی مرضی کوئی مستقل مرضی نہیں ہوسکتی قبل بلوغ تو اس کا موقع ہی نہیں اور قریب بلوغ پر مستقل اور استحکامی مرضی نہیں ہوسکتی۔ اس لئے بعد میں ناموافقت کا ہونا اکثری بات ہوگی۔ لیکن یہاں بھی غور کرنے کی بات یہ ہے کہ اس ناموافقت کے اسباب کیا کیا ہیں ان کی ذمہ داری کس پر ہے۔ اور ان کی اصلاح کی شکل کیا ہوسکتی ہے

اس کے اسباب بظاہر یہ ہیں (الف) صورت و شکل ایک کی دوسرے کو پسند نہ آنا (ب) کسی اور سے طبیعت کا مل جانا۔ (ج) عادات و مزاج ایک کا دوسرے کی مرضی کے موافق نہ ہونا (د) ایک کا دوسرے کی رعایت نہ کرنا (ہ) باہم محبت نہ ہو پانا۔ (و) کم عمری کے نکاح کے بعد کسی ایک میں بدکرداری و بد اخلاقی یا کاروبار متعلقہ میں صفر ثابت ہونا (ز) مرد کا عورت کے یا عورت کا مرد کے قابل نہ ہونا (ح) کسی دماغی یا جسمانی مرض کا پیدا ہو جانا (ط) مرد کا خرچ سے بے پرواہ رہنا (ی) بالغ ہونے پر لڑکے یا لڑکی کو اس کا احساس ہونا کہ اس کی شادی ناقابل منظوری ہے وغیرہ وغیرہ

لیکن ان اسباب میں (الف) کا تعلق تو وہی جذباتی کیفیات سے ہے، شادی کا مقصود اس ظاہری و سطحی بات کو قرار دینا بالکل عقل کے خلاف ہے۔ اگر صورت اچھی ہو مگر عادات و اخلاق و کردار درست نہ ہو۔ تو وہ نکاح زندگی کی تباہی کا سبب بنکر رہ جائے گا۔ اور ظاہر اچھا نہ ہو باطن خوب ہو تو دنیا میں جنت کا لطف حاصل ہوسکتا ہے۔ جذبات کی رو میں بہنے والے اس ناعاقبت اندیشی کا ہمیشہ شکار بن جاتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ عورت میں یہ بات بے پردگی سے حاصل ہوتی ہے اور جو عورت آج ایک نامحرم سے بے حجاب ہوسکتی ہے وہ کل کو دوسرے نامحرموں سے بھی بے حجاب ہوکر رہیگی اس لئے وہ خود ناقابل اعتبار بن جاتی ہے اور عقل و خرد کی دنیا میں اس کی پوچھ نہیں ہوسکتی۔ تیسرے یہ بات ۱۶ - ۱۸ کی قید سے بھی رفع نہیں ہوسکتی۔ اس کی تحقیقات کے ذرائع جو اس وقت خفیہ اختیار کئے جانے چاہئیں وہی اولیا پہلے کر سکتے ہیں۔ بلکہ اس بات میں اولیا زیادہ قابل اعتماد ثابت ہوں گے۔ چوتھے اس کی خواہش جذبات کے ہیجان پر ہوتی ہے۔ جب ابتدائے شباب میں شادی ہوگی تو جذبات کے ہیجان کا وقت ہی نہ آسکے گا۔ (ب) کی خرابی شرافت و دیانت کے خلل سے رونما ہوسکتی ہے اور عورت میں بے حجابی اور اختلاط سے بھی ہوسکتی ہے۔ اس کی ذمہ داری طرفین کے اولیا کے طرز تربیت پر ہے یا خاوند کی بے احتیاطی اور نگرانی کی کمی سے بھی پھر یہ خلل ۱۶ - ۱۸ سال میں بھی ہوسکتا ہے۔ عمر کی قید اس کا بچاؤ نہیں ہے۔ (ج) عمر کی کمی بیشی اس سے بھی بچاؤ پیدا نہیں کر سکتی۔ اس میں زیادہ دخل خاندانوں پیشوں اور دیانت کے تفاوت سے ہوتا ہے۔ مسئلہ کفاءت میں ان باتوں کی رعایت ہے۔ لیکن کھلی بات ہے کہ دو آدمی جو الگ الگ گھرانوں کے ہیں لامحالہ ایک کے مزاج میں دوسرے سے کامل اتفاق نہیں ہوتا۔ عمر کم ہو یا زیادہ ہو اگر غرور یا حکومت کے جذبہ سے ایک بالکل دوسرے کو تابع بنانا چاہے گا۔ تو اختلاف بڑھے۔ ہر ایک اپنے معیار سے دوسرے کی رعایت کے لئے نزول کر کر جایا کرے گا تو اختلاف نفی یا کمی کی صورت میں ہوگا۔ یہ غرور و جذبہ موجودہ غلط تربیت کی پیداوار ہے۔ ضرورت اصل سبب کی اصلاح کی ہے (د) اس کا اور (ہ) کا مدار بھی عمر کی کمی زیادتی پر نہیں ہے۔ ماقبل کے نمبر (ج) کی وجہ سے ہے جو ان کے اسباب ہیں وہی ان کے اسباب ہیں جو ان کی اصلاح کی صورت ہے وہی یہاں بھی ہے۔ زیادہ تر جذبات کے کسی اور مرکز پر ہونے سے بھی اس میں خلل پڑتا ہے جس کے اسباب "ب" میں گزر چکے ہیں۔ (و) اور (ز) میں (ح) اور (ط) میں بھی عمر کی کمی بیشی کو زیادہ دخل نہیں۔ ہر صورت میں یہ خطرات پیش آسکتے ہیں۔ لیکن شریعت اسلامیہ میں اس کے فسخ وغیرہ کے انتظامات موجود ہیں۔ جو اردو کتاب حیلہ ناجزہ میں تفصیل سے درج ہیں۔ صرف (ی) ایک ایسا نمبر ہے جس کا تعلق بلوغ و عدم بلوغ میں متفاوت ہوتا ہے۔ جس کے فسخ کے قاعدے کتاب مذکور میں تفصیل سے ملینگے۔ گو ہر شادی کے کچھ عرصہ بعد یہ اشکال ہوسکتا ہے۔ کہ اب طرفین میں سے کسی کی رائے بدل گئی۔ خصوصاً عمر زیادہ ہونے پر رائے کا بدلنا زیادہ قرین قیاس ہے۔ اس لئے لامحالہ اس کے لئے کچھ ضابطے ہونے ضروری ہیں۔ ورنہ یہ معاملہ جو ایک طرح کی عبادت ہے بچوں کا کھیل بن جاتا ہے۔ شریعت قبل بلوغ اور باپ دادا کے سوا کے ضابطہ سے اس کی حد بندی کر دی ہے۔ جس قدر اغراض نکاح اور منافع و مصالح پر غور کیا جائے گا۔ وہی حد بندی عقل سلیم کے مطابق ملے گی۔

۴ ایک شخص بیمار ہے اور کسی لاعلاج مرض میں مبتلا ہے۔ زندگی سے مایوس ہے۔ اس کی اولاد میں صرف چند نابالغ لڑکیاں ہیں۔ بیوی نو عمر ہے اندیشہ ہو رہا ہے کہ میرے مرنے کے بعد بیوی تو دوسرا نکاح کر لے گی۔ اس دوسرے کو کیا غرض ہوگی کہ وہ میری بچیوں کی پرورش کرے۔ ایسا نہ ہو میرے بعد یہ بھیک مانگتی یا ہر کس و ناکس کی مزدوری کرتی پھریں۔ مناسب ہے کہ اپنی زندگی میں ان کا نکاح کر دوں اور سسرال کے حوالے کر دوں تو وہ ضرور ہے کہ دوسروں سے اچھی طرح رکھیں گے۔ اگر ماں نے اچھی طرح رکھا تو اس کے پاس چھوڑیں گے ورنہ خود پرورش کریں گے۔ اس کی اس تشویش کا

علاج فقط نکاح کر دینا ہے مگر قانون کے سفارشی لوگ اس کو مرتے ہوئے بھی چین سے نہیں مرنے دینے اور آخر وہ ۱۶ سالہ قید کی بیڑیوں میں تڑپ تڑپ کر دم دیتا ہے۔ اور ہمیشہ کو حسرت ساتھ لیجاتا ہے۔ اور بچیوں کا وہی حشر ہو کر رہ جاتا ہے۔ جس کا اس کو اندیشہ تھا۔

۵۔ دو بھائی ہیں ایک مرنے لگا مگر اس کے صرف بیوی اور بچّی ہے۔ جائداد ہے خطرہ ہے کہ چچاؤں کا معلوم ہے $\frac{3}{8}$ کا مالک تو بھائی ہوگا ہی $\frac{1}{8}$ بیوی اور $\frac{4}{8}$ بچّی کا حصّہ ہے۔ مگر بھائی کل کا کل ہضم کر جایا کرے گا یا اگر تقسیم بھی کرے گا تو ان کے لئے انتظام نہیں کریگا اگر اس کے لڑکے سے اپنی لڑکی کا نکاح کرتا جاؤں تو شاید وہ اپنا حصّہ بھی اپنے بیٹے کی بیوی کے پاس ہی رہنے دے اور اس تعلق کی وجہ سے پوری جائداد کی اچھی طرح نگرانی کرے۔ لیکن نیا بن سکنے والا قانون اس کے اس خواب کو شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دے گا۔ اور اس کی جائداد خرد بُرد اور بیوی بچّی کو پریشانی کے عالم میں در در کی ٹھوکریں کھلوائے گا۔

۶۔ ایک دوکان یا فرم کے دو شریک ہیں۔ ایک کو مرض الموت کا گمان غالب ہے۔ سمجھتا ہے کہ میرے بعد شریک ایک پیسہ بھی میری بیوی اور ننھے ننھے بچوں کو نہ دے گا۔ اگر کسی ایک بچّہ بچّی کی شادی اس کی اولاد میں کسی سے کر دی تو دوکان یا فرم کا حصّہ کل نہیں تو کچھ تو باقی رہے گا۔ مگر ہمارے مشیرانِ قانون ایسا نہیں ہونے دینگے۔ اس کے گھرانے کی اینٹ سے اینٹ بجوا کر چھوڑیں گے۔

۷۔ ایک شخص مرنے لگا۔ بڑی جائداد بڑے کاروبار بڑے فرموں یا کارخانوں کا مالک تھا۔ بچّے سب نابالغ ہیں کوئی سرپرست نہیں اندیشہ ہے کہ ملازمین سب غائب کر دینگے۔ کوئی عزیز قریب نہیں جس کے سپرد کر دے سوائے اس کے کوئی تدبیر نہ بن آئی کہ سب اولاد کے نکاح کر دے۔ کل مملوکات کو تقسیم کر کے ان کے خسروں کی نگرانی میں دیدے تاکہ اس کی ناز و نعم کی پلی ہوئی اولاد تنگ حال نہ بن سکے۔ مگر نیا قانون اُن کو تباہی کے غار میں دھکیلے بغیر چین نہیں لے سکے گا۔

۸۔ ایک شخص دفعتًہ کسی جرم میں ماخوذ ہوگیا اور آخر بیس سال کی سزا کا حکم ہوگیا وہ جیل خانے میں ہے۔ دوکان میں لاکھوں کا مال موجود ہے۔ مگر ننھے ننھے بچّے کیا کر سکتے ہیں کوئی عزیز دوست ہے ہی نہیں یا قابل اعتماد نہیں۔ اب سب پریشان ہیں مال موجود مگر فاقوں کی نوبت آ رہی ہے۔ آسان تدبیر تھی کہ نابالغ اولاد کا نکاح وہیں سے اجازت دے کر کرا دے اور اس کا سمدھی اس کی دوکان کو سنبھالکر اولاد کا جو اب اس کی بھی اولاد کے درجے میں آگئی ہے۔ اور اس کی بیوی کا خورد نوش اور آرام و راحت کا سامان کر دے۔ مگر قانون مجبور کر دے گا کہ وہ جیل خانے میں سڑے اور بیوی بچّے مال ہوتے ہوئے بھوکے مریں۔

۹۔ لڑکیوں کے لئے اچھے لڑکے اور لڑکوں کے لئے اچھی لڑکیاں کم کم ملتی ہیں۔ بہت لوگ آج اس پریشانی میں مبتلا ہیں۔ ایک ایک اچھے لڑکے اور ایک ایک اچھی لڑکی کے لئے بڑی بڑی کوششیں اور بڑی تدبیروں کی نوبت بھی آجاتی ہے۔ منجملہ ان تدبیروں کے فوری نکاح کر دینے کی بھی تدبیر ہے کہ جو موقع اس وقت مل رہا ہے۔ وہ ۱۶-۱۸ سال کے چکّر میں نکل گیا تو پھر ہاتھ نہ آئیگا۔ ممکن ہے دوسری طرف کے لوگوں پر کوئی اور زور پڑ جائے۔ یا کسی اور وجہ سے ان کی رائے بدل جائے۔ مگر ہمارا ایسا نیا قانون اگر بن جائیگا تو وہ ان سب کی امیدوں کا گلا گھونٹ کر رکھ دے گا۔

۱۰۔ ایک عورت بیوہ ہوگئی ہے۔ اس کے ساتھ ایک یا دو لڑکیاں ہیں۔ وہ خود بھی جوان عمر ہے۔ اگر دوسرا نکاح نہ کرے تو گناہ۔ اگر کرنے پر آمادہ ہو تو لڑکیوں کو کون سر رکھ لے۔ اور اگر دوسرے خاوند نے ساتھ بُلا بھی لیا تو ان کو نوکرانیوں کی طرح رکھا۔ ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ مار دھاڑ اور ان کی وجہ سے ان کی ماں کو بھی ہر وقت خون کے گھونٹ پینے پڑینگے۔ مگر ان کی سہل تریں تدبیر کہ ان بچیوں کا نکاح کر کے ان کو سسرال کے حوالے کر دے۔ اگر یہ نیا قانون بن گیا تو میسّر نہ آنے دے گا۔ اور آخر ماں بیٹیوں پر جو ظلم ہُوا کرے گا اس کی داد فریاد کا سننے والا بھی کوئی نہ مل سکے گا۔ یہ ہوگا اپوا اور اس کے ہمنواؤں کا کارنامہ۔
اور اگر اس ہولناک منظر کے پیش نظر وہ غریب اپنی بیوگی کو لئے بیٹھی رہے گی۔ جو آج کل تو خطرات سے بھی خالی نہیں۔ آخر ان کو کھانے پہننے کے لئے کہاں سے لائے گی۔ ایک اچھی خاصی آبادی کی صورت کو یہ قانون بیوہ کی بربادی اور محنت مزدوری اور خطرات کی ہم آہنگی پر مشتمل کر کے چھوڑے گا۔

۱۱۔ ایک شخص کی بیوی مرجاتی ہے لڑکے لڑکیاں رہ جاتے ہیں۔ دوسری شادی کر کے گھر کی منتظمہ لاکر بٹھا دیتا ہے۔ مگر وہ کچھ اس مزاج کی واقع ہوئی ہے کہ سوتیلی اولاد کے لئے ناگن ثابت ہو رہی ہے۔ ننھے ننھے معصوموں کی زندگی تلخ ہو رہی ہے ہر چند تدبیریں، فہمائشیں، حقوق کی یاد دہانی، معصوموں کی ہمدردی پر اجر و ثواب کی تقریریں کیں، مگر بیوی ہے کہ ایک نہیں سُنتی آخر بچّوں کو تعلیم کے لئے باہر بھیج کر انتظام ہو بھی سکتا ہے۔ اگر اتنی گنجائش نہ ہوئی تو لڑکوں کا بھی انتظام نہ ہو سکے گا اور بچیوں کو اس کے پنجہ سے نکالنا بھی مشکل۔ کچھ عزیز ایسے ہیں کہ ان کے یہاں شادیاں کر دی جائیں تو وہ ہاتھ بٹا سکتے ہیں اور ان معصوموں کی آہیں ٹھنڈی پڑ سکتی ہیں۔ مگر جدید قانون اس کو گوارا نہ کر سکے گا۔

۱۲۔ بیوی مرگئی خود مریض ہے نہ کاروبار کر سکتا ہے۔ نہ دوسری شادی کر سکتا ہے۔ اگر وہ اپنی اولاد کو فاقوں اور پریشانیوں سے بچانے کے لئے ان کی شادیاں کر دینا چاہے تو ہمارا نیا قانون اس کے گلے کی پھانسی ثابت ہوگا۔

۱۳۔ ایک عورت بیوہ ہے۔ دق میں مبتلا ہے۔ خطرہ سر پر ہے اندیشہ ہے کہ جس روز مرجاؤں گی تو بچّوں کا کیا ہوگا۔ نہ دیور نہ جیٹھ نہ حقیقی بھائی وغیرہ دُور کے عزیز اس پر تو تیار ہیں کہ شادی کر لیں اگر وہ سب بچوں کی شادی کرتی جائے گی تو اس کو مرض اور موت میں راحت مل سکے گی۔ مگر ہمارا جدید قانون مرتے دم تک اسکو راحت سے محروم رکھنے پر تُلا کھڑا ہوگا۔

۱۴۔ مرد کی بیوی مرگئی چھوٹے چھوٹے بچّے ہیں خود کاروبار کے سلسلہ میں اس کو روزانہ دُور جانا پڑتا ہے یا کسی غیر ملک میں جانا ہے۔ شادی نہیں ہو رہی ہے یا دوسرے ملک جانے کی وجہ سے نہیں کر سکتا۔ کوئی قریبی عزیز یا قابل اعتماد دوست بھی نہیں اس کے لیے سوائے بچّوں کی شادیاں کر کے جانے کے اور کوئی سبیل نہیں ہے۔ مگر جدید قانون اس کے کاروبار کو ملیامیٹ کرا کے چھوڑیگا

اور اس کو مجبور ہو کر گھر پڑا رہنا پڑیگا۔

مثلاً ایک غریب آدمی ہے۔ کثیر العیال ہے مگر خود قطعاً نادار ہے۔ بڑی مصیبت میں زندگی گذار رہا ہے۔ چاہتا ہے کہ اپنے اُوپر سے خرچ کم کر لوں جس کی سبیل کچھ اولاد کی شادیاں کر دینا تھی مگر ۱۶-۱۸ کے چکر میں پھنس کر وہ مجبور ہوگا کہ خود بھی مصیبت میں بتلا رہے اور ان معصوموں کو بھی بتلا رکھے۔

اور پھر خدا و رسولؐ کے حق دینے کے بعد جو قانون کی پھانسی گلے میں لگ لگ جائے گی اس وقت قانون سازوں قانونی مشیروں کمیشن کے ارکان اور حکومت پاکستان کے لئے ان لوگوں کے دُکھ بھرے دل کیا کیا الفاظ استعمال کریں گے۔ اور کیا کیا دعائیں دیں گے اس کو ابھی سے سب لوگ سوچ لیں۔

اصلاح

اس دفعہ کو اس طرح کرلیا جائے تو بچ جائے۔

نابالغی میں یا سولہ سالہ لڑکی یا ۱۸ سالہ لڑکے سے کم کا نکاح کیا جائے تو کابین نامہ احتیاطاً لکھا جائے۔ جس میں دو شخصوں کی تشخیص کردہ مرد کی زیادتی پر عورت کو مرد اپنے کو طلاق دے لینے کا اختیار دیدے۔

دفعہ (۴) مرد کی طرح عورتوں کو بھی طلاق کا حق دیا جائے

اس دفعہ کا مطلب تو اس کے سوا کچھ اور ہو ہی نہیں سکتا کہ اس طرح قرآن و حدیث کا بالکل انکار کیا جا رہا ہے۔ پورے قرآن شریف اور حدیث شریف کی تمام کتابوں میں سے کہیں کسی ایک جگہ بھی صاف و صریح نہ سہی اشارہ و کنایہ سے ہی سہی۔ صحیح حدیث سے نہ سہی کسی ضعیف حدیث سے ہی سہی اس دفعہ کا ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ تو ایسا مسئلہ ہے کہ پونے چودہ سو سال سے آج تک اور ہر زمانہ کے کروڑہا کروڑ مسلمانوں میں سے کسی کو کبھی ایسی غلط فہمی نہیں ہو سکی ہے۔ اور اس پر کمیشن کا یہ دعوےٰ ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ سفارشات مرتب کی گئی ہیں۔ خدا معلوم کیا مسلمانوں کو بالکل اندھا احمق جاہل اور اپنا پرستار سمجھ رکھا ہے کہ جو چاہیں کہدیں۔ لوگ اس کو تسلیم کر کے اپنا ایمان کھو بیٹھیں گے۔

قرآن مجید کے یہ الفاظ ہیں۔ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ (جب تم عورتوں کو طلاق دیدو) طَلِّقُوْهُنَّ (تم مرد ان عورتوں کو طلاق دو) وَالْمُطَلَّقَاتُ (طلاق دی ہوئی عورتیں) فَاِنْ طَلَّقَهَا (پھر اگر مرد نے عورت کو طلاق دے دی) ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ (پھر تم مردوں نے ان عورتوں کو طلاق دیدی ہو) بِيَدِهٖ عُقْدَةُ النِّكَاحِ (مرد کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے) عورت کے ہاتھ نہیں عورت کے ہاتھ میں اس گرہ کو دینا قرآن شریف کے بالکل خلاف ہے۔ اور حدیث میں بھی کہیں عورت کو اس کا اختیار نہیں ہے۔ بلکہ طلاق دینے کا تو اختیار کیا ہوتا طلاق مانگنے کا بھی اختیار بدوں مجبوری کے نہیں ہے۔ ابو داؤد او ترمذی کی حدیث میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد روایت ہے۔ ایما امراۃ سألت زوجها الطلاق من غیر باس فحرام علیها رائحة الجنة (جو عورت اپنے خاوند سے بغیر مجبوری کے طلاق مانگے گی اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے)

اگر عورت کو اختیار دیا جاتا تو اس کو طلاق مانگنے کی کیا حاجت رہ جاتی۔

اب ذرا غور کیجئے کہ یہ کمیشن اس دفعہ سے اللہ رسولؐ کے حکم کو کس طرح غلط قرار دے رہا ہے۔ اور اس کی کس قدر توہین کر رہا ہے۔ اپنی رائے کو ان کے ارشادات سے کتنا بلند ثابت کر رہا ہے، ذرا ہر مسلمان بتائے کہ اگر ایسی تجویز کوئی غیر مسلم پیش کرتا تو وہ بلکہ خود یہ یا ایسا کمیشن بھی اس وقت غیرت ایمانی کے کس جوش سے کام لیتا۔

کس قدر حیرت اور افسوس ہے کہ مسلمان یورپ کی چالاکیوں سے اس قدر متاثر ہو گئے کہ وہ اپنا ایمان بھی محفوظ رکھنے پر قادر نہیں رہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

جس بے عزّتی کے ساتھ یہ دفعہ سفارشات کا جز بنائی گئی ہے شاید اس کو کوئی مسلمان برداشت کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوگا۔ مگر جن کے سر پر یورپ کا بھوت سوار ہو چکا ہے ان کو ہر مسلمان ایسا احمق نظر آنے لگا ہے کہ آیا وہ ہم نوا ہی ہو کر رہے گا۔

تعجب یہ ہے کہ طلاق کا اختیار تو عورتوں کو سونپنے کی سوجھی مگر مہر اور خرچ اور مکان عورتوں کے ذمہ ڈالنے کی نہیں سوجھی اس کے دو سبب ہی ذہن میں آتے ہیں یا اپوا کی خوشامد یا یورپ کی بالکل اندھی تقلید۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کمیشن کو یہ سفارش کرتے وقت اس کا خیال کیوں نہیں آیا۔ کہ اگر خدا نہ کرے مسلمان ایسے ہی ایمان کو رخصت کر بیٹھے ہیں۔ اور وہ ایسی ایسی باتیں ماننے کے لئے تیار ہیں تو جب عورت کو طلاق کا اختیار دیا جائیگا تو مرد کو طلاق سے پہلے تک اور عدت کے زمانہ میں خرچ اور مکان اور لباس اور زیور وغیرہ بھی تو عورت کے ذمہ ہونا چاہئے۔ اور عدت بھی لامحالہ طلاق کے ساتھ ہوگی۔ جوانی کی عدت ایّام ماہواری سے یا وضع حمل سے ہوتی ہے۔ اور ارشاد الٰہی ہے۔ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ اور وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ تو کچھ ڈاکٹروں کی ایسی خدمات بھی حاصل کرنی چاہئیں جو تمام مردوں میں یہ دونوں باتیں بھی پیدا کر دیں۔ یورپ جس کی بدولت یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ وہاں تو بڑے بڑے ڈاکٹر بھی مل سکیں گے اور پھر مرد کے یہاں ان چیزوں کے پیدا ہو جانے کے بعد اگر اس کو اپنے عورت اور عورت کے مرد ہونے کا علم حاصل ہو گیا تو وہ پھر ایک اپوا بنا کر ان نئی عورتوں کے حقوق کا مطالبہ کریں اور پھر معاملہ برعکس بنوایا جائے اور اسی طرح سلسلہ چلتا رہے تا آنکہ قیامت آ جائے۔ ہاں اور مہر کا سلسلہ بھی اسی طرح قلابازیاں کھاتا رہے جس کو طلاق کا اختیار ملتا ہے اس کے ذمہ مہر بھی ہوتا رہے

(باقی آئندہ)

(بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے)

نہ اخلاقاً درست ہے اور نہ قانوناً۔ پرچہ نہ پہنچنے کی اطلاع آنے پر پرچہ دوبارہ بھیج دیا جاتا ہے۔ لیکن پھر بھی ہمیں معتوب بنایا جاتا ہے ہمیں پوری طرح احساس ہے کہ قارئین کرام کو جب وقت پر پرچہ نہیں ملتا تو ان کو کتنی تکلیف ہوتی ہوگی۔ لیکن جن واسطوں سے پرچہ گزر کر منزل مقصود تک پہنچتا ہے ان سب کو نظر انداز کر کے ہمیں ملزم بنانا کس طرح درست نہیں۔ ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ بفضلہ تعالےٰ ہمارا دامن بالکل پاک ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نیک بندیاں

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا ذکر

یہ بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم کی بی بی ہیں۔ ایک بہت بڑے حدیث کے جاننے والے عالم یوں کہتے ہیں کہ ان کا نکاح حضرتؐ سے اس طرح ہُوا ہے کہ انھوں نے یوں عرض کیا تھا کہ مَیں اپنی جان آپ کو بخشتی ہوں یعنی بدوں مہر کے آپؐ کے نکاح میں آنا منظور کرتی ہوں۔ اور آپؐ نے قبول فرما لیا تھا۔ اس طرح کا نکاح خاص ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو درست تھا۔ اور ایک بہت بڑے تفسیر کے جاننے والے عالم یوں کہتے ہیں۔ کہ جس آیت میں ایسے نکاح کا حکم ہے وہ اوّل انہی بی بی کے لئے اُتری ہے۔ اُن کے پہلے شوہر کا نام حویطب تھا۔

فائدہ۔ دیکھو کیسی دین کی عاشق بیبیاں تھیں۔ کہ حضرتؐ کی خدمت کو عبادت سمجھ کر مہر کی بھی پروا نہیں کی۔ حالانکہ اس زمانہ میں مہر نقدا نقد ہی مل جایا کرتا تھا۔ ہمارے زمانہ کی طرح قیامت یا موت کا اُدھار نہ تھا۔ بیبیو بس دین ہی کو ہمیشہ اصلی دولت سمجھو۔ دُنیا سے ایسی محبت مت رکھو۔ کہ اپنے وقت کو اپنے خیال کو اسی میں کھپا دو۔ رات دن اسی کا دھندا رہے مل جائے تو باغ باغ ہو جاؤ چاہے ثواب ہو چاہے گناہ۔ نہ ملے تو غم سوار ہو جائے شکایت کرتی پھرو۔ دولت والوں پہ حسد کرنے لگو۔ نیت ڈانوا ڈول کرنے لگو۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر

یہ بھی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم کی بی بی ہیں۔ خیبر ایک بستی[1] ہے۔ وہاں یہودیوں سے مسلمانوں کی لڑائی ہوئی تھی۔ یہ بی بی اس لڑائی میں قید ہوکر آئی تھیں۔ اور ایک صحابیؓ کے حصّے میں لگ گئی تھیں حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے مول لے کر آزاد کر دیا۔ اور اُن سے نکاح کر لیا۔ یہ بی بی حضرت ہارون پیغمبر علیہ السلام کی اولاد میں ہیں اور نہایت بُردبار عقلمند خوبیوں کی بھری ہیں۔ ان کی بردباری ایک قصّہ سے معلوم ہوتی ہے۔ کہ ان کی ایک لونڈی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جھوٹ موٹ اُن کی دو باتوں کی چغلی کھائی۔ ایک تو یہ کہ اُن کو اب تک سنیچر کے دن سے محبت ہے۔ یہ دن یہودیوں میں بڑی تعظیم کا تھا۔ مطلب یہ تھا کہ ان میں مسلمان ہوکر بھی اپنے پہلے مذہب یہودی ہونے کا اثر باقی ہے۔ تو یوں سمجھو کہ مسلمان پوری نہیں ہوئیں۔ دوسری بات یہ کہی کہ یہودیوں کو خوب دیتی لیتی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت صفیہؓ سے پوچھا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ پہلی بات تو بالکل جھوٹ ہے جب سے مَیں مسلمان ہوئی ہوں اور جمعہ کا دن خدائے تعالےٰ نے دے دیا ہے سنیچر سے دل کو لگاؤ بھی نہیں رہا۔ رہی دوسری بات وہ البتہ صحیح ہے۔ اور وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ وہ لوگ میرے رشتہ دار ہیں اور رشتہ داروں سے سلوک کرنا شرع کے خلاف نہیں۔ پھر اُس لونڈی سے پوچھا کہ تجھ کو جھوٹی چغلی کھانے کو کس نے کہا تھا۔ کہنے لگی شیطان نے، آپ نے فرمایا جا تجھ کو غلامی سے آزاد کیا۔ اُن کے پہلے شوہر کا نام کنانہ بن ابی الحقیق تھا۔ فائدہ۔ بیبیو دیکھو بردباری اسے کہتے ہیں۔ تم کو بھی چاہیے۔ کہ اپنی ماما، نوکر، چاکر کی خطا اور قصور معاف کرتی رہا کرو۔ بات بات میں بدلہ[2] لینا کم حوصلگی ہے۔ اور دیکھو سچی کیسی ہیں کہ جو بات تھی صاف کہہ دی اس کو بنایا نہیں۔ جیسے آج کل بعضوں کی عادت ہے کہ کبھی اپنے اُوپر بات نہیں آنے دیتیں۔ ہیر پھیر کر کے اپنے کو الزام سے بچاتی ہیں، بات کا بنانا بھی بُری بات ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر

یہ بی بی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کو اُن سے بہت محبت تھی اُن کا نکاح حضرت ابوالعاص[3] بن الربیع سے ہوا تھا۔ جب یہ مسلمان ہوگئیں اور شوہر نے مسلمان ہونے سے انکار کیا تو اُن سے علاقہ قطع کرکے انھوں نے مدینہ کو ہجرت کی تھوڑے دنوں پیچھے اُن کے شوہر بھی مسلمان ہوکر مدینہ آ گئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر انہی سے نکاح کر دیا۔ اور وہ بھی اُن کو بہت چاہتے تھے۔ جب یہ ہجرت کرکے مدینہ چلی تھیں۔ رستے میں ایک اور قصّہ ہُوا کہ کہیں دو کافر مل گئے۔ ان میں سے ایک نے اُن کو دھکیل دیا۔ یہ ایک پتّھر پہ گر پڑیں اور اُن کو کچھ امید تھی وہ بھی جاتی رہی۔ اور اس قدر صدمہ پہنچا کہ مرتے دم تک اچھی نہ ہوئیں۔ آخر اسی میں انتقال کیا۔ فائدہ۔ دیکھو کیسی ہمّت اور دینداری کی بات ہے کہ دین کے واسطے اپنا وطن چھوڑ دیا خاوند کو چھوڑ دیا۔ کافروں کے ہاتھ سے کیسی تکلیف اُٹھائی کہ اس میں جان گئی مگر دین پر قائم رہی۔ بیبیو دین کے سامنے سب چیزوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ اگر تکلیف پہنچے اس کو جھیلو اگر خاوند بد دین ہو کبھی اس کا ساتھ مت دو۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر

یہ بھی ہمارے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلّم کی بیٹی ہیں اُن کا پہلا نکاح عُتبہ سے ہُوا جو ابو لہب کافر کا بیٹا تھا۔ جس کی بُرائی سورہ تبّت میں آئی ہے۔ جب یہ دونوں باپ بیٹے مسلمان نہ ہوئے اور باپ کے کہنے سے اُس نے ان بی بی کو چھوڑ دیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کر دیا۔ جب ہمارے حضرتؐ بدر کی لڑائی میں چلے، اس وقت یہ بیمار تھیں اور آپؐ حضرت عثمانؓ کو اُن کی خبر گیری لینے کے واسطے مدینہ چھوڑ گئے تھے اور فرمایا تھا کہ تم کو بھی جہاد والوں کے برابر ثواب ملے گا۔ اور جہاد والوں کے ساتھ ان کا حصّہ بھی لگایا۔ جس روز لڑائی فتح کرکے مدینہ میں آئے ہیں۔ اُسی روز اُن کا انتقال ہوگیا۔ فائدہ۔ دیکھو ان کی کیسی بزرگی ہے کہ اُن کی خدمت کرنے کا ثواب جہاد کے برابر ٹھیرا۔ یہ بزرگی ان کے دیندار ہونے کی وجہ سے ہے۔ بیبیو اپنے دین کو پکا کرنے کا خیال ہر وقت رکھو کوئی گناہ نہ ہونے پائے۔ اس سے دین میں کمزوری آ جاتی ہے۔

(باقی پھر)

---

[1] یہ بستی مدینہ منوّرہ کے قریب ہے۔

[2] آپ نے پڑھا ہے کہ حضورؐ نے اپنے نفس کے لئے کبھی غصّہ نہیں کیا جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا کمال یہی ہے گو قصور کی مقدار بدلہ لینا جائز ہے۔

[3] پہلے ایسا نکاح یعنی مسلمان عورت کا کافر مرد کے ساتھ جائز تھا اب یہ حکم نہیں۔

(بقیہ: بچوں کا صفحہ ۱۵ سے آگے)

فضیلت تو میرے لئے ہے۔ کیونکہ اگر میں چاہوں تو تمہاری فتح شکست میں بدل جائے اور خوشی غم میں تبدیل ہو جائے۔ دوسرے اعضاء نے کہا کہ یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ جو ہونا تھا ہو چکا۔ اور جس ارادے سے نکلے تھے اس میں کامیاب ہو گئے۔ زبان نے جواب دیا: کچھ انتظار کرو۔ پھر آپ اعتراف کرلیں گے کہ میں تمہاری ملکہ اور سرغنہ ہوں۔"

گلہ بان جاگا۔ ساتھیوں کو جگایا۔ اور شاہی محل کی طرف کوچ کیا۔ جب بادشاہ کے حضور پیش ہوئے تو آداب بجالانے کے بعد شیرنی کے دودھ سے بھری ہوئی صراحی پیش کی اور فاخرانہ لہجے میں کہا۔ اے بلند اقبال بادشاہ یہ کتیا کا دودھ ہے اسے قبول فرما۔ بادشاہ کے کانوں سے یہ بات تیر کی طرح سنسناتی ہوئی گذری۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ گلہ بان میرا تمسخر اُڑا رہا ہے۔ حکم دیا کہ اسے پھانسی کی کوٹھڑی میں بند کیا جائے اور کل صبح سویرے اسے پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا جائے گا۔ چنانچہ اسے جیل کی تیرہ و تار کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا۔ وہاں چٹائی کے ایک پرانے ٹکڑے پر دراز ہو کر وہ سوچنے لگا کہ میری زبان نے بڑی غلطی کی جو شیرنی کی بجائے کتیا کہہ دیا۔ سوچا کیا تھا اور ہو کیا رہا ہے۔؟ وہ جلدی سونا چاہتا تھا۔ لیکن وفور غم سے نیند کوسوں دور تھی۔ آخرکار آنکھ لگی تو پھر خواب دیکھا کہ اس کے تمام اعضاء جمع ہو کر باہم بحث و مباحثہ میں مصروف ہیں۔ اس اثناء میں زبان رونما ہوئی اور کہنے لگی: دیکھا میں نے کس طرح تمہاری فتوحات شکست میں بدل دی۔ اور خوشیوں پر غم کی تاریکی مسلط کی۔ اب بھی میری فوقیت پر شک کرو گے۔ باقی اعضاء نے کہا۔ بیوقوف تو کس بات پر فخر کرتی ہے ہمارے ساتھ تو خود بھی مصیبت میں پھنس گئی ہے۔ جو ہمارا حشر ہوگا وہ تمہارا بھی ہوگا۔ زبان نے کہا میری برتری مانوگے تو سرزایاب نہیں ہوگے۔ میں آسانی سے آپ کو اس مصیبت سے چھڑا لوں گی۔ انہوں نے کہا ہم تم کو سردار مانتے ہیں۔ ہمیں اس مصیبت سے بچا۔"

داروغہ کی کرخت آواز نے گلہ بان کو میٹھی نیند سے جگایا۔ اور وہ داروغہ کے پیچھے پیچھے پھانسی کے تختے کی طرف چلنے لگا جہاں بادشاہ اس کا انتظار کر رہا تھا۔ جب گلہ بان کی نظر بادشاہ پر پڑی۔ تو جلدی سے بادشاہ کے پاؤں پکڑ کر منت سماجت کرنے لگا کہ کل میری زبان نے جو لغزش کھائی اسے معاف کر دیں۔ کیونکہ تکالیف و مصائب کے بے پناہ ہجوم سے گذرنے کے بعد ہی اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر پہنچا ہوں۔ بادشاہ نے کہا: میں کیسے یقین کر لوں کہ یہ شیرنی کا دودھ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تیرے بیس بہادر جو میرے ساتھ تھے اس بات کی گواہی دیں گے۔ بادشاہ نے کہا ہوسکتا ہے کہ وہ تم پہ رحم کھا کر جھوٹ بولیں یا تو نے ان کو رشوت دی ہو۔ گلہ بان نے کہا اپنا شک دور کرنے کے لئے تجربہ کر لو۔ تھوڑا سا دودھ لے کر کتے کے بچوں کے سامنے ڈال دو۔ اگر انہوں نے چاٹا تو سمجھ لو کہ وہ دودھ کتیا کا ہے اور اگر نہیں چاٹا تو پھر دودھ کو شیر کے بچوں کے سامنے رکھ دو۔ مجھے یقین ہے۔ تم بہت جلد حقیقت پالوگے۔ بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ پہلے کچھ دودھ کتوں کے سامنے رکھا گیا۔ انہوں نے سونگھا تو دُم دبا کر بھاگنے لگے۔ مگر شیر کے بچے دودھ کو آنکھ جھپکتے ہی چاٹ گئے۔ بادشاہ کو یقین ہوا کہ واقعی یہ شیرنی کا دودھ ہے۔ شہزادے کو چند گھونٹ پلایا، دیکھا کہ وہ شفایاب ہو رہا ہے۔ تو تھوڑا تھوڑا کر کے تمام دودھ شہزادے کو پلایا۔ شہزادہ اب بالکل تندرست ہو چکا تھا۔ اور بادشاہ نے گلہ بان کو اس کے انعام میں اپنی تمام فوج کا کمانڈر اعلیٰ مقرر کیا۔ گلہ بان آخر عمر تک اسی عہدے پر فائز رہا۔ اور بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے۔"

لیکن گلہ بان نے کبھی یہ بات ذہن سے نہ نکالی ۔۔۔ کہ "زبان ہی حقیقت میں تمام اعضاء کی سرغنہ ہے۔ اور دنیا میں بگاڑ اور بناؤ کے جتنے بھی حادثات و واقعات ہوئے ہیں یا ہونا ممکن ہے۔ اس میں زبان ہی مرکزی کردار ادا کرتی رہی ہے۔ اگر یہ چاہے کہ بگڑے ہوئے کو درست اور درست کو بگاڑے تو منٹوں میں ایک عظیم انقلاب برپا کر سکتی ہے۔"

(بقیہ: مسئلہ موت صفحہ ۹ سے آگے)

ڈاکٹروں نے ہر مرض کے کئی نسخے تجویز کئے ہیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ انجکشن نکل چکے۔ دنیائے حکمت نے بہت بڑی ترقی کی ہے۔ لیکن یہ سارے حکماء اور ڈاکٹر مسئلہ موت کا نسخہ کوئی نہ پیش کر سکے اس کے سامنے افلاطون، جالینوس اور بقراط سب کو ہتھیار ڈالنے پڑے۔ تقدیر کے سامنے تدبیر نے گھٹنے ٹیک دیئے۔ اور سٹالن جیسے دہریئے کو بھی اس کے سامنے جھکنا پڑا۔ اور اشتراکیوں کو باوجود انکار ذات باری کے جنگ عظیم کے زمانہ میں اُسی خدا سے دُعا کی درخواست کرانی پڑی۔

دنیا میں مہمان آتے ہیں۔ اور اطلاعیں بھی کرتے ہیں۔ خطوط و تار ٹیلیفون و قاصد کے ذریعہ سے مہمان کی آمد سے میزبان کو پہلے پتہ چل جاتا ہے۔ میزبان نے انتظام کر لیا۔ تیاری کا موقعہ مل گیا۔ لیکن موت کا مہمان اچانک آتا ہے۔ بلکہ انسان کو یہ پتہ بھی نہیں کہ میری موت کس زمین میں واقع ہوگی۔ فرمایا۔ وما تدری نفس بای ارض تموت۔ اور کسی انسان کو یہ پتہ نہیں کہ کس زمین میں اس نے مرنا ہے۔ اور آنے کے بعد مہلت مل جائے تاکہ انسان کچھ وصیت کرلے اور کچھ سفر آخرت کی تیاری کرلے۔ یہ بھی مشکل ہے۔ فرمایا۔ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ (الاعراف) ترجمہ۔ جب وہ میعاد ختم ہوگی اُس وقت نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹیں گے اور نہ آگے بڑھیں گے (باقی باقی)

(بقیہ: مجلس ذکر صفحہ ، سے آگے)

مدارس عربیہ میں علمائے کرام ان چیزوں سے عبور کر جاتے ہیں۔ مگر اصلاح حال نہیں ہوتی۔ انگریزی دان ۱۴ سال باپ کی کمائی کھا کر بی اے کی ڈگری حاصل کرتے ہیں۔ طلبائے مدارس عربیہ ۱۴ سال تعلیم پاکر دستار فضیلت بندھوا کر آتے ہیں۔ لیکن اصلاح حال نہ ان کی ہوتی ہے۔ نہ ان کی یعنی امراض روحانی سے نہ وہ شفا پاتے ہیں۔ اور نہ یہ شیطان لعین قدم پر ریا لاتا ہے۔ اس لئے ہر وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح دشمن کے حملہ آور ہونے سے پہلے مشین گنیں لگی ہوتی ہیں۔ تاکہ دشمن کے مقابلہ میں ان سے کام لیا جائے۔ اسی طرح شیطان کے مقابلہ کے لئے بھی ہر وقت اخلاص کی مشین گن تیار رکھنی پڑتی ہے۔ یہ بھی ایک درجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ریاء اور سمعہ دونوں بھیڑیوں سے اپنی نیکیوں کو بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

بچّوں کا صفحہ

(از جناب عزیز الرحمٰن صاحب حیدری مدرسہ انوار العلوم نزد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ)

زبان

آج سے ہزاروں سال پہلے ایک بادشاہ گزرا ہے جس کے زیرنگیں کرۂ ارض کا کثیر حصّہ تھا اور کئی چھوٹی چھوٹی حکومتیں اس کی باجگزار تھیں - اس بادشاہ کا ایک ہی لڑکا تھا جو بہت خوبصورت، ہونہار اور مملکت کے رموز و اسرار سے واقف تھا بادشاہ اس کی پرورش بہت لاڈ و پیار سے کرتا تھا - ایک دفعہ شہزادہ بیمار پڑ گیا - بادشاہ نے بڑے بڑے نامور حکیموں کو علاج کے لئے بلایا اور کہا کہ جو شخص شہزادے کے مرض کی تشخیص کرکے اس کے مطابق نسخہ تجویز کرے گا اسے انعام و اکرام سے مالا مال کیا جائیگا لیکن ان میں سے ایک بھی مرض معلوم کرنے میں کامیاب نہ ہُوا اور نہ کوئی مناسب دوا تجویز کرسکا۔ اس کے بعد بادشاہ نے دوسرے ملکوں سے شاہی حکیم اور مستند ڈاکٹر طلب کئے - مگر بدقسمتی سے انہیں بھی بیماری سمجھنے میں کامیابی نہ ہوئی - شہزادہ روز بروز کمزور ہوتا جا رہا تھا - یہاں تک کہ وہ آج کل کا مہمان نظر آنے لگا - بادشاہ مجبور تھا —— وہ کر بھی کیا سکتا تھا - اس نے تو علاج معالجہ میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی تھی —— بادشاہ ظاہری حیلوں اور تدبیروں میں ناکام ہونے کے باوجود اس ساعت کو دیکھنے کے لئے تیار نہ تھا جو ہر ذی روح کے لئے اوّل روز سے مقرر ہے - بادشاہ نے تہیّہ کرلیا کہ اب وہ اس رحیم و بے نیاز ذات کے سامنے دستِ سوال پھیلائیگا جو اپنے بندوں کا کوئی سوال رد نہیں کرتا - چنانچہ بادشاہ شہزادے کے سرہانے خضوع و خشوع سے دُعا مانگنے لگا - بادشاہ دُعا میں مستغرق تھا - کہ دربان نے آکر اطلاع دی کہ ایک گلہ بان باہر کھڑا ہے اور اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے - تاکہ شہزادے کو دیکھ کر کوئی نسخہ تجویز کرے - بادشاہ نے اشارہ کیا کہ آنے دو - دربان نے گلہ بان کو بادشاہ کے حضور پیش کیا - گلہ بان جھک کر آداب بجا لایا - اور کہا کہ مَیں شہزادے کی بیماری سے واقف ہوں - یہ بیماری عام طور پر شاہوں اور امیروں کو ہوتی ہے - کیونکہ یہ ناز و نعم اور بے جا لاڈ و پیار میں پلنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے - اس مرض کی دوا شیرنی کا دودھ ہے - اس دودھ کو پیتے ہی شہزادہ تندرست ہو جائے گا۔

گلہ بان کی بات سُن کر بادشاہ آگ بگولا ہوگیا اور حکم دیا کہ اسے جیل کی سنگین سلاخوں میں ڈال دیا جائے - تھوڑی دیر بعد بادشاہ جب خلوت میں گیا تو سوچا کہ گلہ بان نے جو کچھ کہا ہے وہ بالکل درست ہے - کیونکہ مَیں نے شہزادے پر انعام و اکرام کی بارش کر رکھی تھی اس کی ہر جائز نا جائز خواہش پوری کرتا تھا - شہزادے کا خوشیوں اور آسائشوں کے قلعے میں پرندوں کی طرح زندگی بسر کرنے کے باوجود اس جانکاہ مرض میں مبتلا ہونا گلہ بان کی تشخیص کی تصدیق ہے - پھر کیوں نہ اس کے تجویز کردہ نسخے کو بھی آزما لیا جائے؟ مگر کون ایسا بہادر ہوگا جو شیرنی کو پکڑ کر اس کا دودھ نکال لائے ؟

یہ سوچ کر بادشاہ دوبارہ دربار میں آیا اور حکم دیا کہ گلہ بان کو حاضر کیا جائے - حکم کی تعمیل کی گئی اور گلہ بان بادشاہ کے حضور میں ہاتھ باندھ کر حاضر ہُوا - بادشاہ نے کہا - بابدولت کو تمہاری تجویز منظور ہے - مگر کون ہوگا وہ بہادر جو اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر اس کام کو سر انجام دے گا - گلہ بان نے عرض کی کہ غلام اپنی جان شہزادے پر قربان کرنے کے لئے تیار ہے - آپ اپنی فوج کے بیس بہادر نوجوان میرے سپرد کر دیجئے - مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ اس مہم کو سر کرکے ہی واپس آؤں گا - اور انشاءاللہ ہم بہت جلد کامیابی سے ہمکنار ہوں گے - بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے کمانڈر کا تمغہ پہنایا جائے - اور بیس بہادر دیدیئے جائیں

گلہ بان اور اس کے ساتھی ایک بہت بڑے جنگل میں شیرنی کو تلاش کرنے لگے تو انہیں بڑے بڑے خونخوار درندوں کا سامنا پڑا - ایک کو ہاتھی نے روند ڈالا - ایک شیر کا لقمۂ اجل بنا - تو انہوں نے تلاش و جستجو میں احتیاط برتنی شروع کی - چلتے چلتے ایک جگہ انہیں شیرنی کے قدموں کے نشان ملے - یہ لوگ ان قدموں کے مطابق چلنے لگے - یہاں تک کہ گھنے درختوں کے جھنڈ میں ایک غار کے دھانے پر جا پہنچے - دیکھا تو شیرنی اطمینان سے اپنے بچّوں کو دُودھ پلا رہی تھی - یہ لوگ جال بچھا کر شیرنی کی تاک میں بیٹھ گئے - تھوڑی دیر بعد شیرنی جال میں پھنس کر ان کے قابو آگئی - شیرنی کو باندھ کر کسی طریقے سے اس کا دودھ نکالا - ابھی یہ لوگ دودھ دوہنے سے فارغ ہی ہوئے تھے کہ شیرنی بپھری اور رسّیاں تُڑوا کر گلہ بان پر حملہ آور ہوئی - گلہ بان نے پھرتی سے پینترا بدلا اور تلوار سونت کر ایسا وار کیا کہ اس کا سر زمین پر آ رہا - شیرنی کے دونوں بچّوں کو ایک پنجرے میں بند کرکے شہزادے کو ہدیۃً پیش کرنے کے لئے ساتھ لیا - شہر سے باہر دریا کے کنارے اس خیال سے خیمے نصب کئے - کہ آج رات آرام کرنے کے بعد کل نہا دھو کر بادشاہ کے حضور پیش ہوں گے - تکان کی وجہ سے لیٹتے ہی یہ لوگ نیند کی آغوش میں سوگئے -

گلہ بان نے خواب دیکھا کہ اس کے تمام اعضاء اکٹھے ہو کر بحث و مباحثہ میں مصروف ہیں - پاؤں نے باقی اعضاء کو مخاطب کرکے کہا ، دیکھ لیا تم نے کہ میں نے کیسے گلہ بان کو جنگل اور پھر اس غار تک پہنچایا - جہاں شیرنی بچّوں کو دودھ پلا رہی تھی - اگر مَیں نہ ہوتا تو آپ نہ جنگل آسکتے اور نہ شیرنی کا دُودھ دوہتے —— ہاتھ نے کہا کہ اگر مَیں اس کا سر نہ کاٹتا تو شیرنی آپ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی - لہٰذا قابلِ فضیلت میں ہوں —— دماغ نے کہا کہ میرا فہم اور عقل اگر کام نہ دیتا - تو ہاتھ پاؤں اسے کچھ فائدہ نہ دیتے - دل نے کہا: کہ اگر میں جرأت نہ کرتا تو آپ کا حرکت میں آنا بھی دشوار تھا - چہ جائیکہ اتنی بڑی مہم سر کرتے - اس طرح اعضاء ایک دوسرے پر برتری ثابت کرنے کی کوشش کر رہے تھے - کہ اچانک زبان مائیکروفون پر آئی اور سنجیدہ رعب دار آواز میں گویا ہوئی - حضرات آپ سب بھول رہے ہیں - آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ برتری اور

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷
ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

منظور شدہ محکمہ تعلیم
(۱) لاہور ریجن بذریعہ چھٹی نمبری G/۱۶۳۳۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء
(۲) پشاور ریجن بذریعہ چھٹی نمبری C - B - T/۲۷۳۰، ۴۱۲۴۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

بدل اشتراک
سالانہ لہ عہ/
ششماہی ۶ے/
فی پرچہ ۴/

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین لاہور شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا۔